فنون عملیات
حیرت ناک باتیں
ہوش ربا واقعات
کرشمہ اعداد اور پُراسرار علوم

روحانی مرکز کا روحانی رسالہ

طلسماتی دُنیا

دیوبند



ایڈیٹر

حسن الہاشمی

قیمت -/10

طارق ۶۹۱۶

رُوحانی مرکز کا روحانی رسالہ

ماھنامہ

طِلسماتی دُنیا

دیوبند

جلد ۱۰
شمارہ ۱۰
جنوری ۱۹۹۳ء
فی شمارہ: دس روپے
سالانہ: سو روپے
ششماہی: ساٹھ روپے

معاون ایڈیٹر
مریم صدیقی
مُشیر
ابوسفیان عثمانی
رابعہ بانو شیریں

ایڈیٹر
حسن الہاشمی فاضل دیوبند

سرپرست
الحاج حضرت مولانا
سید جلیل حسین میاں صاحب مدظلہٗ

نگراں: الحاج عمر فاروق عاصم عثمانی

سرکولیشن منیجر: دانش عامری

انتباہ

طلسماتی دنیا سے متعلق متنازعہ امور میں مقدمہ کی سماعت کا حق صرف دیوبند ہی کی عدالت کو حاصل ہوگا ———— منیجر

اطلاع عام

اس رسالہ میں جو کچھ بھی شائع ہوتا ہے وہ روحانی مرکز کی ملک ہے۔ اس کے کسی کلی یا جزوی مضمون کو شائع کرنے سے پہلے "رُوحانی مرکز" سے رابطہ قائم کرنا ضروری ہے۔ منیجر

اسی دائرے میں ○ سرخ نشان آپ کو اس بات کی یاددہانی کراتا ہے کہ اس شمارے کے ساتھ آپ کا زرِ تعاون ختم ہو رہا ہے اس شمارے کے موصول ہوتے ہی آپ زرِ تعاون روانہ کردیں اور اگر خریداری منسوخ کرنی ہو تو بذریعہ خط اطلاع دیں خاموشی کی صورت میں اگلا شمارہ وی، پی سے ایک سال کی قیمت کے ساتھ روانہ کیا جائے گا اور وی پی چھڑانا آپ کا اخلاقی فرض ہوگا۔ منی آرڈر سے رقم روانہ کرکے آپ وی پی خرچ سے بچ جائیںگے۔

(منیجر)

خط وکتابت کا پتہ

رُوحانی مرکز: محلہ ابوالمعالی دیوبند

۲۴۷۵۵۴

پرنٹر پبلشر حسن احمد صدیقی نے جے کے آفسیٹ دہلی سے چھپوا کر روحانی مرکز محلہ ابوالمعالی دیوبند سے شائع کیا۔

اس شمارے میں

کیا اور کہاں

اس شمارے میں

کیا اور کہاں

ذرا ٹھہریے

ماہنامہ "طلسماتی دنیا" اپنی زندگی کے دوسرے سال میں داخل ہو رہا ہے۔ لیکن ایک قاعدے کے رُو سے یہ ماہنامہ "طلسماتی دنیا" کا پہلا شمارہ ہے۔ دراصل اس سے پہلے جو شمارے شائع کیے گئے وہ رجسٹریشن کے ضابطے کے تحت چھاپ لیے گئے تھے۔ لیکن ان کی ترتیب وتدوین میں اہتمام کا موقعہ نہیں مل سکا تھا۔ ان شاء اللہ اس شمارے سے ماہنامہ "طلسماتی دنیا" اپنے صحیح روپ میں جلوہ گر ہو کر آپ کے ہاتھ میں آرہا ہے ___ اور دن بدن اس کے آرائش اور افادیت میں اضافہ ہوتا رہے گا۔ ___ آپ واقف ہی ہیں کہ یہ رسالہ اپنی نوعیّت کا بالکل منفرد رسالہ ہے۔ یہ ہمیشہ روحانی مضامین پر مشتمل ہوگا۔ دراصل ماہنامہ "طلسماتی دنیا" ایک زبردست جدّوجہد کے لیے پیدا ہوا ہے۔ یہ جدّوجہد مسلمانوں کو اس کی جہالت فاحشہ سے نکالنے کی خدمت انجام دے گی جس میں فی زمانہ وہ مبتلا ہیں ___ ___ اس میں کوئی شک نہیں کہ تعویذ گنڈوں کی تاثیر بفضلِ خدا یقینی ہے۔ اس کا انکار کرنا پہاڑ جیسی حقیقت کو جھٹلانا ہے، لیکن اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ آج تعویذ گنڈوں کے نام پر جگہ جگہ جو خرافات بکھری ہوئی ہیں اور عامۃ المسلمین روحانی علاج کے نام پر جس جہالت و حماقت کا شکار ہیں اس نے عقائدِ اسلامی کی مٹی پلید کر کے رکھ دی ہے۔ مشکل یہ ہے کہ یہ فن جو بزرگوں کی چوکھٹ کیلیے مخصوص تھا اب معاشرے کے تھرڈ لوگوں کی بھی جاگیر بن چکا ہے ___ اب تانگہ ہانکنے والے بھی دھونی رچائے بیٹھے ہیں۔

اور اس فن سے عمومی دلچسپی کے باوجود کسی بھی شخص کو اس بات کی توفیق نہیں ہوتی کہ اس فن سے متعلق معلومات حاصل کرے ___ نتیجہ یہ ہے کہ اناڑی قسم کے عاملین نے فنِ عملیات کی بھی ایسی تیسی کر دی ہے اور عقیدے بھی بگاڑ کر رکھ دیے ہیں۔ ماہنامہ "طلسماتی دنیا" اس بات کی کوشش کرے گا کہ اس فن کی حقیقت و اصلیت سے قارئین کو آگاہ کرے اور عقائد پر تہ در تہ چڑھی ہوئی اس گرد کو بھی صاف کرے جو صرف اور صرف جہالت کا شاخسانہ ہے۔

ناظرین سے درخواست ہے کہ وہ حلقۂ قارئین بڑھانے کی کوشش کریں، عنایت ہوگی۔

(مینیجر)

نگاہِ اوّلین

ازقلم مدیر۔

مری انتہاۓ نگارش یہی ہے
ترے نام سے ابتدا کر رہا ہوں

تعویز گنڈوں اور جھاڑ پھونک کا سلسلہ ان دنوں پورے شباب پر ہے۔ جہاں جائیے جہاں دیکھیے کوئی نہ کوئی مولانا اور حافظ صاحب تعویز دیتے نظر آئیں گے۔ پہلے یہ سلسلہ صرف ولیوں، صوفیوں اور بزرگوں تک محدود تھا پھر ان سے گذر کر مولویوں تک پہنچا اس کے بعد مسجد کے اماموں نے بھی اس کام کو اپنے لیے ضروری سمجھ لیا اور اب صورت حال یہ ہے کہ جس ڈاکٹر کا کلینک اور جس فوٹو گرافر کا اسٹوڈیو آمدنی نہیں دیتا وہ بھی تعویز گنڈے شروع کر دیتے ہیں۔

دیوبند میں اسکی مثالیں عام ہیں لیکن دیوبند سے باہر بھی آپ کو ڈاڑھی منڈے روحانی عملیات پر طبع آزمائی کرتے ہوئے نظر آئیں گے ___ اور ایسی ایسی کرتب بازی کا مظاہرہ کریں گے کہ اللہ دے اور بندہ لے ___ یہ مقدس سلسلہ جب تک بزرگوں کے ہاتھوں تک محدود تھا تو اس نے پیشے اور کاروبار کی شکل اختیار نہیں کی تھی ہمارے اسلاف نے تعویز گنڈوں کی زحمت صرف خدمت خلق کے لیے برداشت کی اور انہوں نے اسکے ذریعہ اسلام کی تبلیغ بھی کی ___ لیکن جب سے یہ مقدس فن تھرڈ کلاس لوگوں کے ہاتھوں میں آیا ہے اس نے پیشے اور کاروبار کی صورت اختیار کر لی ہے ___ اور نوبت بایں جا رسید کہ جو کسی کرم کا نہیں وہ تعویز گنڈے کرنے لگتا ہے اور جو دیکھنے میں خبط الحواس محسوس ہو عورتوں اور جاہل مردوں کی بھیڑ اس کے اردگرد زیادہ دکھائی دیتی ہے ___ خوب پیسے وصول کیے جا رہے ہیں ___ خوب پبلک کو لوٹا جا رہا ہے ___ اور خوب خدا کی مخلوق کو اُلّو بنایا جا رہا ہے اور عوام کا عالم یہ ہے کہ اگر انہیں کوئی مفت تعویز دے اور لچھے دار باتیں نہ بنائے تو انہیں اطمینان نہیں ہوتا۔

اگر عوام کے سامنے یہ قول حق پیش کیا جائے کہ تم پر جن چڑھا ہوا نہیں ہے اور تم پر کسی نے کچھ نہیں کرا رکھا تو انہیں یقین ہی نہیں آتا بلکہ انہیں یہ قول حق بہت کڑوا محسوس ہوتا ہے۔ دراصل وہ تو صرف یہ سننے کے لیے آتے ہیں۔ تمہارا کوئی دشمن ہے جو تمہارے قریبی رشتہ داروں میں ہے اور اس نے تمہارے اوپر جادو کرا رکھا ہے۔ اب ظاہر ہے ہر شخص کا کوئی نہ کوئی دشمن ضرور ہوتا ہے۔ اور یہ بھی مسلم ہے کہ دشمن بالعموم اپنے ہی خاندان کے لوگ ہوا کرتے ہیں تو یہ انوکھی بات تو نہیں۔ لیکن جاہل لوگ اس بات کو انوکھا ہی سمجھتے ہیں اور اس طرح کی باتوں سے وہ خوش ہو کر اپنی جیب خالی کرتے ہیں مفت والے تعویز کے بارے میں عوام کا عمومی خیال یہ ہوتا ہے کہ اگر مولانا کو کچھ آتا جاتا تو تعویز مفت کیوں دیتے اس دور کی نفسیات یہ ہے کہ جو ڈاکٹر اور طبیب مہنگی دوا دے اس سے علاج کراؤ کہ بس یہی کام کا معالج ہے اسی طرح تعویز گنڈے کرنے والوں میں جو لوگ زیادہ لوٹ کھسوٹ میں لگے ہوئے ہیں بھیڑ ان ہی کی دکانوں پر زیادہ دکھائی دیتی ہے ___ عوام ان ہی کے آستانوں کا طواف کرتے نظر آتے ہیں۔

عوام تو خیر ہوتے ہی ہیں کالانعام لیکن خواصُ الخواص کا بھی حال یہ ہے کہ اسی کو بڑا فنکار سمجھتے ہیں جو زیادہ اینٹھنے کی زور زبردستی میں مبتلا ہو ـــــ اور اسی قسم کی قلابازیاں کھانے کی جس میں اہلیت ہو۔

بڑے ہی افسوس کی بات ہے کہ وہ فن جو درحقیقت، ولیوں اور صوفیوں کی میراث تھا آج اس کی درگت بن رہی ہے اور بالعموم دنیا ہی اس فن کے ذریعہ کمائی جارہی ہے اور اس سے بھی زیادہ افسوس کی بات یہ ہے کہ فن کی آڑ میں صرف عیاری اور مکاری کا مظاہرہ ہورہا ہے۔ جو لوگ اس فن کی ابجد سے بھی واقف نہیں وہ "عاملِ کامل" بنے پھرتے ہیں اور خلقت ان کے حقے تازے کرنے میں لگی ہوئی ہے۔

عوام سے ہماری درخواست ہے کہ وہ ضرورت پڑنے پر ہمیشہ ایسے عاملوں سے رجوع کریں جن کی صداقت اور نیکی دو اور دو چار کی طرح واضح ہو۔ یہ بات پلے باندھ لینی چاہیے کہ جو لوگ خدا ترس نہیں ہوتے نماز کے پابند نہیں ہوتے بنیادی فرائض پر عمل پیرا نہیں ہوتے وہ لوگ ہرگز ہرگز عامل نہیں بن سکتے۔ رہی ٹھگے بازی تو وہ ایک رکشہ پولر بھی کرسکتا ہے اور بازار میں ٹھیلی لگانے والا بھی ـــــ جو اس خدمت میں لگے ہوئے ہیں ان اماموں سے اور مولویوں سے ہماری گذارش یہ ہے کہ وہ اس فن سے متعلق اپنی معلومات مکمل کرلیں۔ اس فن کو پوری طرح حاصل کیے بغیر کمالِ فن کا دعوے دار ہونا یا نہ جانتے ہوئے خود کو عالم اور عامل باور کرانا سراسر ایک دھوکہ ہے ـــــ اور اسلام میں دھوکے بازی کی کوئی گنجائش نہیں ــــ۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے من غشنا فلیس منا جس نے ہمیں دھوکہ دیا وہ ہم میں سے نہیں۔ بے چارہ تعویز گنڈوں کا فن تو خود ہی بہت بدنام ہے لیکن اگر اس کے کرنے والے بھی غیر ذمہ داری کا مظاہرہ کریں گے اور دھوکے بازی ہی کی روش اپنائے رکھیں گے تو اس فن کے ساتھ یہ بہت بڑا ظلم ہوگا۔

ہماری کوشش یہ ہوگی کہ ہم نو آموز حضرات کے لیے اس طرح کے مضامین شائع کریں کہ جن کو پڑھکر اس فن سے متعلق کافی معلومات فراہم ہوسکیں ـــــ دعا فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ "طلسماتی دنیا" طویل زندگی عطا فرمائے تاکہ اس فن سے دلچسپی رکھنے والوں کے لیے نئی نئی غذائیں پیش کی جاتی رہیں۔ قارئین سے درخواست ہے کہ وہ اس شمارے کے سلسلہ میں اپنی رائے سے ضرور نوازیں اور جو مفید مشورے ان کے ذہن میں ہوں ان سے بھی ہمیں مستفیض کریں ـــــ آپکے مشوروں کے بغیر کام کرنے میں ہمیں سخت پریشانی ہوگی ـــــ آپ کے مفید مشوروں کو ہم طلسماتی دنیا میں شائع بھی کریں گے تاکہ عام قارئین ایک دوسرے کی رائے اور مشورے سے خبردار ہوسکیں۔ اگلے شمارے سے "آپ کی آواز" کے عنوان سے مستقل ایک کالم شائع ہوگا اور اسمیں آپ کے وہ خطوط شریکِ اشاعت کیے جائیں گے جن میں رسالے سے متعلق تعریف و تنقید ہو یا رائے اور مشورے تحریر ہوں۔

علاوہ ازیں ہم ان عاملین کے انٹرویو کی اشاعت کا اہتمام بھی کریں گے جن کے خلوص اور علمیت میں کوئی شبہ نہ ہو۔ کوشش ہماری یہ ہوگی کہ اگلا ہر شمارہ پچھلے سے بہتر اور جاذبِ نظر ہو کر آپ کے ہاتھوں میں پہنچے۔ اللہ ربّ العزت سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اپنے مقاصد میں کامیابی عطا کرے اور طلسماتی دنیا کی آواز کو دور دور تک پہنچادے۔ آمین یارب العالمین۔

عملیات کی مخالفت کیوں؟

مولانا سید ظہور احمد شاہجہانپوری

ہر زمانہ میں ایک ایسی جماعت پائی گئی ہے جس کی نگاہ مادیت سے آگے نہیں بڑھ سکی اور ہر دور میں کم و بیش ایسے لوگ موجود رہے ہیں جو ہر اس بات سے انکار کردیتے ہیں جس سے وہ ذاتی طور پر واقف نہیں ہوتے یا جس کے فہم و ادراک سے انکی عقل قاصر ہے، چنانچہ اس زمانہ میں بھی ایسے لوگ کثرت سے موجود ہیں جو ان تمام باتوں سے انکاری ہیں جن کو ان کی محدود عقل تسلیم نہیں کرتی ـــــ بعض لوگ بالطبع ایسے شکی اور وہمی ہوتے ہیں کہ وہ روحانیت تو درکنار ایسی مادی اشیاء سے بھی انکار کردیتے ہیں جو ان کے عقل کی خلاف ہوتی ہیں لہٰذا اگر ان لوگوں سے یہ کہا جائے کہ دنیا کے بعض حصوں میں چھ ماہ کا دن اور چھ ماہ کی رات ہوتی ہے تو وہ اس کا بھی کبھی یقین نہیں کریں گے ایسی صورتحال میں اگر ایک طبقہ اعمال و وظائف اور نقوش کی مخفی طاقتوں کا منکر دکھائی دے تو اس پر تعجب نہیں کرنا چاہئے، حالانکہ مشیت یہ ہے کہ اعمال و وظائف اور منقوش کے اندر خدا نے ایک ایسی مخفی طاقت رکھی ہے جو مادی طاقتوں سے کہیں زیادہ قوی ہے اور جس کی اصل حقیقت سے وہی حضرات واقف ہیں جو اس مخفی طاقت سے فیض حاصل کرتے رہتے ہیں۔

ہندوستان میں جب سے دہریت کی وبا پھیلی ہے اور مغربی تہذیب و تعلیم سے ہندوستانیوں کے دماغ متاثر ہونے شروع ہوئے ہیں اس وقت سے یہ بھی ایک فیشن سا بن گیا ہے کہ روحانیت سے انکار کیا جائے اور صرف ان ہی باتوں کو تسلیم کیا جائے جو ایک موٹے سے موٹی عقل اور غبی سے غبی ذہن کے نزدیک قابلِ تسلیم ہوں، لوگ سائنس اور فلسفہ کی تعلیم سے بہرہ اندوز ہوں یا نہ ہوں اور علوم عقلیہ سے واقفیت رکھتے ہوں یا نہ رکھتے ہوں لیکن ان کے نزدیک کسی سبب اور کسی وجہ کے بغیر یہ مسلمہ شدہ ہے کہ اس مادی نظام کے سوا کوئی روحانی نظام نہیں ہے۔

آج کل اکثر نئی نسل اور نئی تعلیم کے لوگ جس طرح ویدک اور یونانی طریقہ علاج کو ڈاکٹری کے مقابل بدگمانی اور بے اعتقادی کی نظر سے دیکھتے ہیں اسی طرح عملیات کا مذاق اڑاتے ہیں، اور بزعم خود یہ سمجھتے ہیں کہ یہ سب کچھ خوش اعتقاد لوگوں کی واہمہ کی خلاقی اور اہل ہوس کی مکاریوں کا نتیجہ ہے ـــــ درحقیقت یہ لوگ ایک مغالطے میں مبتلا ہیں انھوں نے اگر کسی طبیب کو ناقابل پایا تو سمجھ لیا کہ فن طب ہی ناقص ہے یا کسی عامل کو علمی یا عملی کمالات سے خالی دیکھا تو فیصلہ کرلیا کہ عملیات کی کوئی بنیاد نہیں۔

اس میں شک نہیں کہ جس طرح اکثر اطباء کی حالت قابل افسوس ہے اسی طرح عاملوں کی حالت بھی ناگفتہ بہ ہے لیکن اس سے یہ نتیجہ نکالنا کہ طب کوئی چیز نہیں اور عملیات کا فن ایک خیالی فن ہے غلطی اور بڑی غلطی ہے۔

میں اسے تسلیم کرتا ہوں کہ آج کل جو لوگ عامل کہلاتے ہیں اور تعویذ گنڈوں کو جنہوں نے اپنا پیشہ بنا رکھا ہے وہ عموماً جاہل اور عملیات سے ناواقف ہوتے ہیں، انھوں نے اس کام کو ایک فن کی حیثیت سے اختیار نہیں کیا ہے ایک عامل کو جن علوم سے واقف ہونا چاہئے وہ ان سے قطعی طور پر ناواقف ہوتے ہیں ایک اچھے عامل میں اکلِ حلال، اور صدق مقال کی بنیادی صفت لازماً ہونی چاہئے لیکن ان ناقص عاملوں کا حال یہ ہے کہ ان کی روزی حرام کی ہوتی ہے اور جھوٹ اور دغابازی ان کی زندگی کا جزوِ لاینفک ہوتا ہے۔

ریاضت، عبادت، چلہ کشی اور ورد و اوراد کے بغیر عامل بن جانا مُستحیل اور ناممکن ہے۔

موجودہ عاملوں میں زیادہ تر لوگ وہ ہیں جن کو سستی کاہلی اور نااہلیت کی وجہ سے عملی زندگی میں کوئی حصہ نصیب نہیں ہوا ـــــ ایسے لوگ خدا کی مخلوق کو بے وقوف بناتے ہیں اور عملیات کے مقدس فن کو بدنام کرتے ہیں پیشہ ور عامل عملیات سے واقف ہوں یا نہ ہوں لیکن وہ علم النفس اور عوام کی دکھتی ہوئی رگوں سے خوب واقف ہوتے ہیں، علاوہ بریں چند ایسے شعبدے بھی جانتے ہیں جن سے جہلا کو وہ اچھی طرح مرعوب کر سکیں، مثلاً ہاتھ دھوتے ہیں اور طشت کا تمام پانی سرخ ہو جاتا ہے، لیموں تراشتے ہیں اور اس سے خون کے قطرے ٹپکتے ہیں، سفید کاغذ پر پانی ڈالنے یا آنچ دکھانے سے نقش نمایاں ہو جاتے ہیں، دہکتے ہوئے انگارے ہاتھ میں اٹھا لیتے ہیں ـــــ رات کی تاریکی میں یکایک ان کے سینے سے روشنی پیدا ہوتی ہے اور دور تک پھیل جاتی ہے۔

بعض عامل جو اپنے پیشے میں کامیاب ہوتے ہیں ان میں زیادہ تر زیادہ شعبدہ بازی اور عیاری سے کام لیتے ہیں مثلاً ایک عامل صاحب نے اپنی عمل گاہ تک پہونچنے کے لئے مکان میں چند دروازے بنا رکھے تھے، ہر دروازہ ایک مقصد کے لئے مخصوص تھا، کوئی دروازہ طالبان روزی کے لئے تھا کوئی طالبان اولاد کے لئے ـــــ اسی طرح ہر صاحب غرض کے لئے دروازہ مخصوص تھا، خدام کو ہدایت تھی کہ وہ حاضرین سے چالاکی کے ساتھ ان کا مقصد دریافت کریں اور اسی مخصوص دروازے سے انھیں حاضر کریں اس سے فائدہ یہ تھا کہ اہل حاجت جب عامل کے روبرو جاتے تو عامل صاحب صورت دیکھتے ہی ان سے کہہ دیتے تھے کہ تم اس مقصد کے لئے آئے ہو۔

کمزور اعتقاد کے جہلا اور بے وقوف عورتیں بہت آسانی کے ساتھ ان مصنوعی عاملوں کے دامِ فریب میں پھنس جاتی ہیں اور اپنے عقائد کو برباد کرتی ہیں اور اس دنیا میں بھی نقصان اٹھاتی ہیں۔

جو لوگ عاملوں کی مذکورہ خرابیوں کی وجہ سے عملیات کے مخالف ہیں بلکہ عملیات کی طاقت کے منکر ہیں، وہ عاملوں کی اسی طرح کی بدعنوانیوں کو بطور دلیل پیش کرتے ہیں اور چند عاملوں کی دھاندلی بازی کو بنیاد بنا کر عملیات کی ٹھوس حقیقت کو واہی سمجھنے کی غلطی میں مبتلا ہو جاتے ہیں، حالانکہ یہ سراسر ناانصافی بلکہ دوسرے الفاظ میں کوڑی جہالت ہے ـــ پھر عملیات کے مخالفین میں اکثریت ایسے لوگوں کی ہے جو دین سے منحرف ہیں یا اگر دیندار ہیں تو سطحی قسم کے دیندار ہیں ـــ آخر جو لوگ صوم و صلوٰۃ کے کما حقہ پابند نہیں جو حلال روزی حاصل کرنے کے خوگر نہیں، جنھوں نے دریاؤں کے کنارے صحراؤں میں چلہ کشی نہیں کی جن لوگوں نے کبھی جلالی اور جمالی پرہیز کی زحمت گوارہ نہیں کی،

جو لوگ ستاروں کی گردش اور اعداد کے علم کی حقیقت سے واقف نہیں آخر انھیں عملیات سے متعلق زبان درازی کا کیا حق ہے؟

الفاظ اور حروف میں ایک حیرت انگیز طاقت مخفی ہے، یہ الفاظ ہی کی طاقت ہے جو ہم کو آن واحد میں کبھی رُلا دیتی ہے اور کبھی ہنسا دیتی ہے۔ بس جو الفاظ و حروف صدیوں تک خیال و توجہ کے زیر مشق رہ چکے ہیں ان میں خاص تاثیرات پیدا ہو چکی ہیں اور جب اسی طاقت پر توجہ مرکوز کی جاتی ہے تو وہ نمایاں ہونے لگتی ہے۔

الفاظ کی قوت کا انکار صرف وہی شخص کر سکتا ہے جو الفاظ اور حروف کے علم سے نابلد ہو۔

عملیات کا فن اپنے اندر بے پناہ طاقت اور گہرائی رکھتا ہے ـــــ چند بدقماش عاملوں کی حرکات ناز یبا کی بنا پر عملیات کا مذاق اڑانا ان ہی لوگوں کا شیوہ ہو سکتا ہے جو تھرڈ کلاس ڈاکٹروں کی بے کرداری دیکھ کر طبیہ کالجوں کی مخالفت پر کمربستہ ہو جائیں۔

ہر قمری مہینے میں چاندنی کے اوقات

۴	روز کا چاند رات کو دس بجے تک رہے گا				
۵	〃	〃	۱۱	〃	〃
۶	〃	〃	۱۲	〃	〃
۷	〃	〃	۱	〃	〃
۸	〃	〃	۲	〃	〃
۹	〃	〃	۳	〃	〃
۱۰	〃	〃	۴	〃	〃
۱۱	〃	〃	۵	〃	〃
۱۲	〃	〃	۶	〃	〃
۱۳	〃	〃	۷	〃	〃
۱۴	روز چاند سرِ شام نکل کر، بجے صبح تک رہے گا۔				
۱۵	〃 شام کے بعد نکل کر تمام رات رہے گا۔				
۱۶	〃 ۷ بجے شام نکل کر 〃				

۱	روز کا چاند ۸ بجے نکلے گا				
۱۸	〃	〃	۱۰	〃	〃
۱۹	〃	〃	۱۱	〃	〃
۲۰	〃	〃	۱۲	〃	〃
۲۱	〃	〃	۱	〃	〃
۲۲	〃	〃	۲	〃	〃
۲۳	〃	〃	۳	〃	〃
۲۴	〃	〃	۴	〃	〃
۲۵	〃	〃	۵	〃	〃
۲۶	〃	〃	۶	〃	〃
۲۷	〃	〃	۷	〃	〃
۲۸	〃	〃	غائب رہے گا۔		

حضرت دانیال پیغمبر علیہ السلام کی پیشین گوئیاں

حضرت دانیال پیغمبر علیہ السلام پورے سال کی جو پیشین گوئیاں فرمائی ہیں ان کو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اس طرح نقل فرمایا ہے۔

اگر محرم کی پہلی تاریخ کو یوم دوشنبہ ہو تو سردی کا موسم اچھا گذرے گا۔ اس سال گرمی بھی خوب پڑے گی بارش بہت ہوگی، گائے بکریاں کثرت سے پیدا ہوں گی، اشیاء خوردنی اور میوہ جات کا نرخ کوہستانی علاقہ میں ارزاں رہے گا۔ عورتیں کثرت سے مریں گی پہاڑی علاقہ میں زکام کی بیماری بہت پھیلے گی سیلاب آئیں گے بہت سے شہر تباہ ہو جائیں گے۔

اگر پہلا روز محرم کا سہ شنبہ ہو تو اس سال سردی سخت پڑے گی مشرقی شہروں میں بکریاں اور شہد بکثرت پیدا ہوگا مشرق اور ملک شام میں آسمانی آفتیں نازل ہوں گی جس کی وجہ سے مخلوق بہت مرے گی بغاوت پھیلے گی غلہ کا نرخ آخر سال میں گراں رہے گا۔ اس سال دُم دار ستارہ نکلے گا جو جنگ اور گرانی کی علامت ہے۔ آندھیاں آئیں گی، جابجا زلزلے آئیں گے۔

اگر محرم کی پہلی تاریخ کو یوم چہار شنبہ ہو تو اس سال سردی اوسط درجہ کی پڑے گی موسم بہار میں بارش برسے گی کوہستانی علاقہ اور مشرق میں غلہ اور میوہ بکثرت پیدا ہوگا، پہاڑی علاقوں میں لوگ آفات میں مبتلا رہیں گے۔ آخر سال میں بارش کی کثرت سے مکانات منہدم اور درخت اکھڑ جائیں گے۔ بیماری پھیلے گی حاملہ عورتیں مریں گی، اطراف مدینہ میں جنگ اور فارس میں وبا پھیلے گی، مشائخ اور علماء کثرت سے مریں گے شمالی ہوا کثرت سے چلے گی، بادشاہوں میں اختلاف بڑھے گا، خربوزے کی فصل اچھی ہوگی۔

پنجشنبہ۔ اگر محرم کی پہلی تاریخ کو پڑے تو مشرقی علاقوں میں گیہوں، شہد کی پیداوار خوب ہوگی عیسائی شروع شروع میں مسلمانوں پر غالب آئیں گے، مگر اس کے بعد عیسائیوں پر اہل عرب کا تسلط ہو جائے گا، ہندوستان میں جنگ چھڑے گی۔ ملک حبشہ میں بھی جنگ ہوگی، بلاد فارس میں فتنے سر اٹھائیں گے، عمالِ سلطنت کے ظلم سے رعایا کو اطمینان حاصل نہ ہوگا، گرانی بہت ہوگی مظلوموں کی دادرسی نہ ہوگی، قطب شمالی کی طرف سے جنگ کے شعلے بھڑکیں گے۔

جمعہ۔ اگر محرم کا پہلا روز جمعہ ہو تو موسم سرما میں سردی اور بارش کم ہوگی عام وبا پھیلے گی عیسائی فارس پر غالب آئیں گے۔ مصر و شام حبش میں غلہ کی پیداوار کم ہوگی۔ بلاد فارس میں ارزانی رہے گی۔ بادشاہ اور حکام رعایا پر جور و ظلم کریں گے دریائے دجلہ میں اس قدر طغیانی ہوگی کہ بغداد کا مشرقی حصہ غرق ہو جائے گا۔ ہندوستان کا ایک بڑا فرمانروا مر جائے گا۔ ربیع الاول سے جمادی الثانی تک لوگ زیادہ تر بیماری میں مبتلا رہیں گے۔ اس سال حاملہ عورتوں کے پیٹ سے لڑکے زیادہ پیدا ہوں گے بہت سی عورتیں وضع حمل میں مر جائیں گی ایک امیر شام کی طرف سے ظاہر ہو کر مدینہ پر تسلط جمائے گا۔ چاند سورج دونوں کو گرہن لگے گا۔ تجارت میں اوسط درجہ کا نفع ہوگا۔

شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی

قرآن عظیم کا تاثیری پہلو

آیاتِ قرآنی سے حل مشکلات اور جسمانی امراض کا علاج

تنگدستی کا علاج

اتباع شریعت اور احیاء سنت میں کوشاں ہوں جس قدر بھی ممکن ہو اپنے آپ کو ذکر کا عادی بنائیں روزانہ مغرب یا عشاء کے بعد سورۂ مزمل گیارہ مرتبہ اول و آخر درود شریف گیارہ گیارہ مرتبہ پڑھا کریں اور جب فاتخذہ وکیلا پر پہنچا کریں تو پچیس مرتبہ حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْل پڑھا کریں، انشاء اللہ تنگدستی رفع ہو جائے گی۔

قوتِ حافظہ کے لئے

سورہ فاتحہ ۴۱ بار مع بسم اللہ روزانہ بعد عصر پڑھ کر سینہ پر دم کریں

اگر لڑکا ناجائز تعلقات میں پھنسا ہو

ایک صاحب نے شکایت کی کہ ان کا لڑکا ناجائز تعلقات میں پھنسا ہوا ہے اس پر حضرت اقدس نے تحریر فرمایا کہ صاحبزادہ کی اصلاح اور اس خبیثہ سے مفارقت کے لئے مندرجہ ذیل عمل کیجئے، کیا عجب ہے کہ کامیابی ہو، صبح کی سنتوں اور فرضوں کے درمیان سورۂ فاتحہ ترکیب ذیل سے پڑھی جائے۔

(۱) بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کی میم اَلْحَمْدُ کے لام میں مل جائے یعنی اس طرح رَحِیْمِلْ حَمْدُ (۲) یہ عمل اتوار کے دن سے شروع کیا جائے اس طرح (۳) کہ اتوار کو مذکورہ بالا صورت میں صبح کی سنتوں اور فرض کے درمیان ستر مرتبہ پیر کے روز ساٹھ مرتبہ اس طرح ہر روز دس دس گھٹاتے رہیں یہاں تک کہ شنبہ کے روز دس مرتبہ پڑھیں، اول و آخر سات سات مرتبہ درود شریف پڑھیں۔

کند ذہن بچہ کے لئے عمل

بچہ کے حفظ کے لئے ایک روٹی پر باوضو بروز جمعرات سات جگہ نیچے لکھی ہوئی آیت اس طرح پر لکھی جائے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الیس اللہ بکاف عبدہ

پھر ہر روز نہار منہ ایک ٹکڑا کھلا دیا جائے یہ عمل سات جمعراتوں تک کرتا ہے۔

اغوا شدہ لڑکی کے بازیابی کیلئے

یَاحَفِیْظُ ایک سو انیس ۱۱۹ مرتبہ۔ پھر آیت یٰبُنَیَّ اِنَّہَا اِنْ تَکُ مِثْقَالَ حَبَّۃٍ مِّنْ خَرْدَلٍ (اخیر آیت تک) سورہ لقمان ایک سو انیس مرتبہ پڑھا کریں، انشاء اللہ گمشدہ لڑکی یا کوئی بھی شئے ہو واپس آجائے گی۔

دیگر ایضاً

اَمْسَیْتُ فِیْ اَمَانِ اللّٰہِ وَاَصْبَحْتُ فِیْ جِوَارِ اللّٰہِ سوا لاکھ مرتبہ پڑھیں۔

ودیگر ایضاً۔

سورہ ضحیٰ سات مرتبہ پڑھیں پھر اپنے اوپر انگشت شہادت پھرائیں اور سات مرتبہ مندرجہ ذیل کلمات کہیں۔

اَصْبَحْتُ فِیْ اَمَانِ اللّٰہِ وَاَمْسَیْتُ فِیْ جِوَارِ اللّٰہِ وَاَمْسَیْتُ فِیْ اَمَانِ اللّٰہِ وَاَصْبَحْتُ فِیْ جِوَارِ اللّٰہِ ، پھر دستک دیں ہر صبح و شام کو تا واپسی مفرور یا ضائع شدہ عمل میں لائیں۔

عمل برائے حل مشکلات

یَابَدِیْعَ الْعَجَائِبِ بِالْخَیْرِ یَابَدِیْعُ ، قضائے حاجات مہمہ کے لئے روزانہ بارہ سو مرتبہ پڑھیں، اول و آخر درود شریف گیارہ گیارہ مرتبہ، اگر کسی مریض کی شفا مقصود ہو تو بالخیر کی جگہ بالشفا پڑھیں اور اگر کسی دشمن کو مقہور کرنا ہو تو بالخیر کی جگہ بالقہر پڑھیں، بہتر یہ ہے کہ اولاً اس اسم مبارک کی زکوٰۃ دے لیجائے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ نوچندی جمعرات کو نہا دھو کر رات میں عشاء کے بعد سات ہزار مرتبہ پڑھیں اور ۴۰ دن تک برابر اس کو جاری رکھیں اس کے بعد روزانہ کم از کم ۱۲۵ مرتبہ ہمیشہ بلا ناغہ پڑھیں انشاء اللہ تمام مشکلات حل ہوتی رہیں گی اور مقاصد پورے ہوتے رہیں گے۔

نماز حاجت

چار رکعت نماز بہ نیت نفل بہ نیت قضاء حاجات جس وقت بھی ممکن ہو پڑھا کریں مگر بہتر یہ ہے کہ شب جمعہ میں پڑھا کریں پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ فَاسْتَجَبْنَا لَہٗ وَنَجَّیْنٰہُ مِنَ الْغَمِّ وَکَذٰلِکَ نُنْجِی الْمُؤْمِنِیْنَ ، دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد رَبِّ اِنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ تیسری رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد اُفَوِّضُ اَمْرِیْٓ اِلَی اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ بَصِیْرٌ بِالْعِبَادِ اور چوتھی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ نِعْمَ الْمَوْلٰی وَنِعْمَ النَّصِیْرُ بعد ختم کے سو مرتبہ رَبِّ اِنِّیْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ پڑھیں

یہ نماز بہت مفید ہے اس کو عزت کی نگاہ سے دیکھیں اور مقاصد مہمہ میں اس سے استفادہ کریں

دفع وسواس کے لئے

روزانہ سوتے وقت سورہ الم نشرح لک سترہ مرتبہ پڑھ کر سینہ پر دم کر لیا کریں نیز پنجوقتہ نماز کے بعد یہی سورت سات سات مرتبہ پڑھ کر سینہ پر دم کر لیا کریں۔ انشاء اللہ فائدہ ہوگا۔

برائے فراخی رزق

تہجد کے وقت اولاً دو رکعت نماز بہ نیت وسعت رزق پڑھیں، پہلی مرتبہ یعنی پہلی رکعت میں بعد از فاتحہ سورۂ لِاِیْلٰفِ ۲۵ مرتبہ اور دوسری رکعت میں بعد از فاتحہ سورہ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰہِ ۲۵ مرتبہ پڑھیں، سلام پھیرنے کے بعد درود شریف سو مرتبہ پڑھ کر کھڑے ہو کر یا وہاب ۱۴ مرتبہ نہایت خضوع و خشوع کے ساتھ پڑھا کریں اگر کھڑے ہو کر پڑھنے میں معذوری ہو تو بیٹھ کر پڑھیں، اس نماز پر مداومت کریں اور مسواک کرنے میں سستی نہ کیا کریں ہر وضو کے ساتھ مسواک کیا کریں۔

سوکھا مسان کا علاج

سوکھا مسان کے لئے مندرجہ ذیل عمل کیجئے انشاء اللہ کامیابی ہوگی، آدھ سیر یا سیر بھر یا زیادہ تل لیکر اس کو دھلوالیں پھر اس کا تیل نکلوالیں اور اس پر مندرجہ ذیل آیات باوضو پڑھ کر پھونکیں، سورہ فاتحہ مع بسم اللہ تین مرتبہ، آیۃ الکرسی تین مرتبہ وَالصّٰفّٰتِ لَازِبٍ تک تین مرتبہ سورہ جن شَطَطًا تین مرتبہ، چاروں قل تین تین مرتبہ اس کے بعد بچہ کا سر منڈا کر روزانہ یہ پڑھا ہوا تیل سر سے پیر تک، تمام جسم پر ملا کریں کوئی جگہ تیل سے خالی نہ رہے ملنے کے بعد چاہیں تو بچہ کو صابن سے نہلا دیں یا بدن پر تیل لگا رہنے دیں، یہ عمل ۴۰ دن تک بلا ناغہ کیا جائے انشاء اللہ مکمل فائدہ ہوگا۔

تکلیف تنفس کے لئے

یَاحَسِیْبُ روزانہ ایک ہزار مرتبہ پڑھا کریں اور چودھویں رات میں کورے برتن میں سورہ ناس لکھیں اور اسمیں پانی بھر کر کچھ پئیں اور باقی سے وضو کریں۔

جس عورت کے بچے سوکھے میں مبتلا ہوتے ہوں

جب حمل چار مہینہ کا ہو گیارہ تاگے چرخے کے حاملہ کے قد کے برابر لیجئے اور اس کو کسم کے پھول سے رنگ کر اس میں اکتالیس گرہ دیجئے اور ہر گرہ دیتے ہوئے سورہ فاتحہ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کے پڑھئے اور گرہ دیتے ہوئے گرہ پر پھونکئے پھر اس دھاگہ کو گنڈا بنا کر حاملہ کے گلے میں ڈال دیجئے اور جب بچہ پیدا ہو جائے تو ماں کے گلے سے اتار کر بچہ کے گلے میں پہنا دیجئے انشاء اللہ بچہ ام الصبیان سے محفوظ رہے گا مگر یہ پڑھنا اور پھونکنا باوضو ہو۔

خواص و اثرات سورج گرہن و چاند گرہن

حضرت خواجہ غریب نوازؒ نے فرمایا ہے کہ میں نے امام ابواللیث سمرقندیؒ کی کتاب میں حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کی یہ روایت دیکھی ہے کہ ایک دفعہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں چاند گرہن ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی کیفیت دریافت کی گئی۔ حضورؐ نے فرمایا اے لوگو! خدا سے ڈرو، گناہوں سے توبہ کرو۔ نماز پڑھو۔ چاند اور سورج کا سیاہ ہو جانا خدا تعالیٰ کے قہر و غضب کی نشانی ہے۔ اس روایت میں ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر چاند گرہن

(ماہ محرم میں) ہو تو اس سال فسادات، بلا، آتش زدگی اور ضعیف لوگوں کی پراگندگی ہوگی۔ اور اگر

(ماہ صفر) میں ہو تو بارش نہ ہونے سے قحط پڑے گا، دریا خشک ہو جائیں گے اور اگر

(ماہ ربیع الاول) میں ہو تو اس سال قحط پڑے گا۔ آندھیاں آئیں گی، طوفانی بارشیں ہوں گی، لوگ کثرت سے مریں گے، بیماری پھیل جائے گی۔ اور اگر

(ماہ ربیع الثانی میں) ہو تو آخر سال میں حکومتوں میں تبدیلی ہوگی اور اگر

(ماہ جمادی الاوّل) میں ہو تو اس سال مرگ مفاجات، بارش اور رعد و برق کی زیادتی رہے گی اور اگر

(ماہ جمادی الثانی میں) ہو تو اس سال پیداوار زیادہ ہوگی، غلہ کا نرخ ارزاں رہے گا۔ ہر شخص فراخدست رہے گا اور اگر

(ماہ رجب میں) ہو اور جمعہ کا دن ہو تو اس سال آسمان سے ہیبت ناک آوازیں آئیں گی افلاس اور تنگدستی کا دور دورہ ہوگا لوگ بھوک پیاس سے مریں گے اور اگر

(ماہ شعبان) میں ہو تو یہ سال اچھا رہے گا، امن چین سے گذرے گا۔ اور اگر

(ماہ رمضان) میں ہو، آخری تاریخیں ہوں جمعہ کا دن ہو تو یہ سال بھی مخلوق کے لیے سخت ہے، قحط تنگدستی سے لوگ تباہ حال ہو جائیں گے اور اگر

(ماہ شوال میں) ہو تو یہ سال لوگوں کے لیے امن و صلح کا ہوگا مگر بیماری کا زور رہے گا اور اگر

(ماہ ذیقعدہ میں) ہو تو اس سال زلزلے اور ہولناک آندھیاں آئیں گی، درخت ٹوٹ ٹوٹ کر گریں گے۔ اور اگر

(ماہ ذی الحجہ میں) ہو تو یہ سال فراخی اور عیش و راحت کا ہوگا حجاج بہ آسانی سفر حج کر سکیں گے



طب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

دعاؤں اور دواؤں سے علاج

ڈاکٹر عبد الحی صاحبؒ
خلیفۂ ارشد حکیم الامت حضرت تھانویؒ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جسموں کا علاج فرمانا تین قسم کا تھا ایک طبی دواؤں سے جنہیں اجزائے جماداتی وحیوانی سے تعبیر کیا جاتا ہے دوسرا روحانی اور الٰہی دعاؤں سے جو کچھ ادعیہ، اذکار اور آیات قرآنیہ ہیں اور تیسرا ادویہ کا مرکب ہے جو ان دونوں قسموں سے مرکب ہے یعنی دواؤں سے بھی اور دعاؤں سے بھی۔

دعاؤں سے علاج

قرآن شریف سے بڑھ کر کوئی شئی اعم و انفع اور اعظم شفاء نازل نہیں ہوئی جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَرَحْمَةٌ لِلْمُؤْمِنِينَ

اور ہم نے قرآن سے وہ نازل فرمایا جو مسلمانوں کے لئے شفاء و رحمت ہے

اب رہا امراض جسمانیہ کے لئے قرآن کریم کا شفا ہونا تو اسی وجہ سے ہے کہ اسکی تلاوت کے ذریعہ برکت و تسکین حاصل کرنا بہت سے امراض و علل میں نافع اور ان کا رافع ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس کو شفائے قرآن پڑھ کر بھی شفا نہ ہو اسکو حق تعالیٰ کبھی شفا نہ دے گا۔ حدیث میں ہے کہ فاتحۃ الکتاب (سورہ فاتحہ) ہر مرض کی دوا ہے زہریلے جانور کے کاٹنے کا افسون اور مجنون و عقل باختہ کا۔ فاتحۃ الکتاب سے علاج حدیثوں میں ثابت شدہ و مسلمہ ہے امیر المؤمنین سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی حدیث میں ہے جو ابن ماجہ میں مرفوعاً وی ہے کہ خیر الدواء القرآن (بہترین علاج قرآن ہے) معوذتین وغیرہ ہے جو کہ اسماء الٰہی سے ہیں ان سے طلب شفا تو یہ بھی از قسم طب روحانی ہے، اگر وہ نیکوں متقیوں اور پرہیز گاروں کی زبان پر پوری ہمت و توجہ کے ساتھ جاری ہوں لیکن چونکہ اس قسم کا وجود شاذ و نادر ہے اس لئے کہ لوگ بھی جسمانی کی طرف دوڑتے ہیں اور اس سے غافل و بے پرواہ رہتے ہیں معوذات سے مراد وہ ہے جو حدیث شریف میں آیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس پڑھ کر اپنے اوپر دم فرمایا کرتے تھے اور بعض قل ہو اللہ احد اور قل یایہا الکفرون بھی مراد لیتے ہیں علماء کرام نے تین شرطوں کے جمع ہونے کے وقت دعاء شفاء کے جائز ہونے پر اجماع کیا ہے۔ پہلی شرط یہ کہ وہ دعاء کلام اللہ اور اس کے اسماء و صفات کیساتھ ہو خواہ عربی زبان میں ہو یا کوئی اور زبان میں مگر یہ کہ ان کے معنی جانے جاتے ہوں اور اس اعتقاد کے ساتھ ہو کہ موثر حقیقی حق تبارک و تعالیٰ ہی ہیں اور اس دعاء کی تاثیر اسکی مشیت و تقدیر پر موقوف ہے۔

تعویذ کی سند بھی احادیث سے ملتی ہے

ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان بچوں کو جو عقل رکھتے ان کو سکھاتے اور وہ بچے جو عقل و سمجھ نہیں رکھتے انھیں کاغذ کے ٹکڑے پر لکھ کر گردن میں لٹکاتے علماء اسے جائز رکھتے ہیں (مدارج النبوت)

نظر بد کے لئے جھاڑ پھونک

صحیحین میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مجھے حکم دیا یا کسی کو حکم دیا کہ ہم نظر میں جھاڑ پھونک کروالیا کریں (زاد المعاد) حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک مرتبہ عرض کیا، اے اللہ کے رسول ابن جعفر کو نظر لگ جاتی ہے کیا میں ان کی جھاڑ پھونک کرا لوں؟ آپ نے فرمایا ہاں اگر کوئی چیز قضا پر سبقت کرجاتی تو وہ نظر ہوسکتی تھی، یہ حدیث حسن ہے فرمایا کہ اپنے مریضوں کا علاج صدقہ کے ذریعہ سے کرو، الترغیب والترہیب (زاد المعاد) اور جب عائن (نظر لگانے والے) کو اپنی نظر لگ جانے کا اندیشہ ہوتا اسے یہ دعا پڑھ کر اس شر کو دور کرنا چاہئے۔

دعا یہ ہے اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلَیْہِ یعنی اے اللہ اس پر برکت فرما، جیسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عامرؓ سے فرمایا جب سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ نے انھیں نظر لگائی۔ کہا تم نے دعاء برکت نہیں کی یعنی اللھم بارک علیہ نہیں پڑھا نیز ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ سے بھی نظر دور ہوجاتی ہے، (زاد المعاد)

بدنظری کا نبوی علاج

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس کا علاج معوذتین سے فرماتے یعنی ان آیات وکلمات سے جن میں شر در سے پناہ مانگی گئی ہے جیسے معوذتین سورہ فاتحہ آیۃ الکرسی وغیرہ۔

علماء کہتے ہیں کہ سب سے اہم واعظم دعا شفاء ہے، سورہ فاتحہ، آیۃ الکرسی اور معوذتین کا پڑھنا ہے ـــ اور نظر بد کے دفعیہ کے لئے یہ کہنا چاہئے ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ، اور اگر دیکھنے والا اس سے خوف زدہ ہے کہ اپنی ہی نظر کا ضرر اسے نہ پہنچے تو وہ یہ کہے اسم بارک علیہ یہ نظر بد کو دور کردے گا

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تمام امراض جسمانی کے لئے رقیہ اور دعاء کرتے تھے، مثلاً بخار، تپ ولرزہ، مرگی صداع، خوف دحشت، بے خوابی، ہموم ہموم، الم مصائب، غم واندوہ، شدت وسختی، بدن میں درد، تکلیف وغیرہ نقر وفاقہ، قرض، جلنا، درد دندان، درد دل، اختلاج، نکسیر، وضع حمل کی تکلیف وغیرہ ان سب کی دعائیں اور تعویذ حدیث کی کتابوں میں مذکور ہیں وہاں تلاش کرنا چاہئے۔ (مدارج النبوت)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خاص دعا نظر اور تمام بلاؤں اور مرضوں اور آفتوں کے لئے یہ تھی اَذْھِبِ الْبَاسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِیْ لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاءُکَ شِفَاءً لَّا یُغَادِرُ سَقَمًا (مدارج النبوت)

ترجمہ: اے لوگوں کے رب تکلیف دور فرما اور شفا دے تو ہی شفا دینے والا ہے تیری شفا کے سوا کوئی شفا نہیں ہے ایسی شفا دے جو ذرا بھی مرض نہ چھوڑے۔

لاحول ولا قوۃ کا عمل

حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جسے غم وافکار گھیر لے اسے چاہئے کہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ بکثرت پڑھا کرے علماء فرماتے ہیں کہ اس کلمہ کے عمل سے بڑھ کر کوئی چیز مددگار نہیں (مدارج النبوت)

آیۃ الکرسی

حدیث شریف میں ہے کہ جو کوئی مصیبت وسختی میں آیۃ الکرسی اور سورہ بقر کی آخری آیتیں پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کی فریاد رسی کرے گا۔ (مدارج النبوت)

جامع دعاء

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بلاشبہ اور یقیناً میں اس کلمہ کو جانتا ہوں کہ نہیں پڑھتا کوئی مصیبت زدہ مگر یہ کہ اس کلمہ کی بدولت حق تعالیٰ سبحانہ نے چھٹکارا اس کو نجات عطا فرمادیتا ہے وہ کلمہ میرے بھائی یونس علیہ السلام کا ہے کہ انھوں نے تاریکیوں میں ندا کی تھی ـــ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحٰنَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ، ترجمہ:۔ اے اللہ آپ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے آپ کی ذات پاک ہے بیشک میں خطا کار ہوں اس حدیث کو ترمذی میں بھی نقل کیا ہے۔ (مدارج النبوت)

دعاء فقر

حضرت ابن عمر سے مروی ہے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اس نے عرض کیا یارسول اللہ دنیا نے مجھ سے پیٹھ پھیری ہے اور مجھ کو دنیا نے [illegible] دبا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تجھ سے فرشتوں والی دعا کہاں چھوٹ گئی اور وہ تسبیح خلائق ہے جس کی بدولت انہیں رزق دیا جاتا ہے پھر فرمایا طلوع، فجر کے وقت اس دعا کو سو مرتبہ پڑھو سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ وَبِحَمْدِہٖ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ، تو دنیا تیرے پاس ذلیل وخوار ہو کر آئے گی پھر وہ شخص چلا گیا اور عرصہ تک نہیں آیا، پھر وہ آیا اور اس نے عرض کیا یارسول اللہ میرے پاس دنیا اتنی زیادتی کے ساتھ آئی کہ میں پریشان ہوں اسے کہاں رکھوں یہ نماز فجر کی سنت اور فرض کے درمیان بزرگوں نے پڑھی ہے اور اس کے ساتھ تمیم لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم کی بھی پڑھے جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے تمام گناہوں کی مغفرت کا موجب ہوگا اور یہ وسعت رزق کی سبب بھی ہے اس لئے کہ استغفار اس کا باعث ہے اور گناہوں کی وجہ سے رزق میں تنگی اور ہر طرح کے غم اور پریشانی پیدا ہوتی ہے (مدارج النبوت)

درد سر کی دعاء

حمیدی بروایات یونس ابن یعقوب عبداللہ سے دردسر کی دعا نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دردسر میں اپنے ارشاد سے تعوذ فرماتے تھے۔ بسم اللہ الکبیر واعوذ باللہ العظیم من کل عرق نعار ومن شر حر النار (ترجمہ:۔ خدا کے نام کے ساتھ جو بڑا ہے اور میں پناہ چاہتا ہوں اللہ بزرگ کی ہر رگ اچھلنے والی سے اور آگ کی گرمی کے نقصان سے۔

ہر درد وبلا کی دعاء

حضرت ابان ابن عثمان اپنے والد عثمانؓ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جو کوئی تین مرتبہ شام کو وقت بسم اللہ الذی لایضر مع اسمہ شیئ فی الارض ولا فی السماء وہو السمیع العلیم پڑھے تو صبح تک کوئی ناگہانی مصیبت نہ پہونچے گی اور جو شخص اسے صبح کے وقت پڑھے تو شام تک اسے کوئی ناگہانی مصیبت نہ پہونچے گی (مدارج النبوت) شروع کرتا ہوں اللہ کے نام کے ساتھ جس کے نام کے ساتھ نقصان نہیں پہنچا سکتی کوئی چیز زمین اور آسمان میں اور وہ سنتا اور جانتا ہے۔

دعائے طعام

امام بخاریؒ اپنی تاریخ میں حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ سے روایت کرتے ہیں کہ جو شخص کھانا سامنے آنے کے بعد پڑھے بسم اللہ خیر الاسماء فی الارض والسماء لا یضر مع اسمہ داء اللھم اجعل لی

رحمۃ وشفاءً ترجمہ :- شروع کرتا ہوں اللہ کے نام کے ساتھ جو سب ناموں سے بہتر ہے زمین اور آسمان میں۔ نہیں نقصان دیتی ہے اس کے نام کے ساتھ کوئی بیماری اے اللہ کردے اس میں شفا اور رحمت، اس کو کوئی چیز ضرر نہ پہنچائے گی (مدارج النبوت)

دانت کے درد کی دعا

بیہقی عبداللہ ابن رواحہ سے نقل کرتے ہیں کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے درد دانت کی شکایت کی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک اس کے رخسار پر جس میں درد تھا رکھ کر سات مرتبہ پڑھا۔ اللھم اذھب عنہ مایجدُ وفحشہ بدعوۃ بنیك المسکین المبارك عندك، ترجمہ :- اے اللہ جو تکلیف یہ شخص محسوس کررہا ہے اس کو اور اس کی سختی کو دور فرما دیجئے۔ اپنے نبی مسکین کی دعا سے جو آپ کے نزدیک بابرکت ہے، دست مبارک کو اٹھانے سے پہلے اللہ تعالیٰ نے ان کو درد کو رفع فرمادیا (مدارج النبوت)

منتروں کا استعمال

حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جن منتروں میں شرک نہ ہو ان کے پڑھنے میں کوئی حرج نہیں (مشکوۃ)

مرگی

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اکثر اوقات آفت زدہ کے کان میں یہ آیت پڑھا کرتے تھے۔ اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰکُمْ عَبَثًا وَّاَنَّکُمْ اِلَیْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ، اور آیۃ الکرسی سے بھی اس کا علاج کیا جاتا تھا اور آفت زدہ کو بھی اس کا ورد رکھنے کا حکم دیا کرتے تھے اور معوذتین پڑھنے کو بھی فرمایا کرتے تھے۔ (زادالمعاد)

پرکھ

آئندہ شمارے سے "پرکھ" ماہنامہ طلسماتی دنیا" کا مستقل عنوان رہے گا، اس عنوان کے تحت روحانی کتابوں پر بے لاگ تبصرہ کیا جائیگا — اور ان کی خوبیوں اور خامیوں پر دوٹوک گفتگو کی جائے گی، اگر آپ اپنی روحانی مطبوعات پر تبصرہ کرانا پسند کریں تو اپنی مطبوعہ کتاب کے دو نسخے دفتر کو روانہ کردیں — انشاء اللہ طلسماتی دنیا کا روحانی کتابوں پر تبصرہ آپکے لئے مفید ثابت ہوگا — اور آپ کو اپنی کتابوں کی خامیاں دور کرنے کا موقعہ ملے گا۔

اپنی مطبوعات روانہ کرتے وقت ان پر "برائے تبصرہ" ضرور لکھیں۔

کتابیں اس پتہ پر روانہ کریں۔

دفتر ماھنامہ طلسماتی دنیا، محلہ ابوالمعالی دیوبند — یوپی

۲۴۷۵۵۴

بسم اللہ کی عظمت و افادیت

(پہلی قسط)

حسن الہاشمی

آسمانی مذاہب کی ہمیشہ یہ تعلیم رہی ہے کہ انسان جب بھی کوئی کام کرے بسم اللہ ضرور پڑھے، یعنی ہر کام کی ابتداء اللہ کے نام سے ہونی چاہئے۔

وحی کے سب سے پہلے الفاظ اقرا باسم ربک میں بھی اسی بات کی طرف اشارہ ہے کہ اے محمد جو عظیم الشان کام تمہیں سونپا گیا ہے اس کی شروعات اپنے رب کے نام سے کرو — چنانچہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت یہ تھی کہ ہر کام کی ابتداء میں بسم اللہ ضرور پڑھا کرتے تھے، کھاتے ہوئے، پیتے ہوئے، اٹھتے ہوئے بیٹھتے ہوئے، سوتے ہوئے جاگتے ہوئے بسم اللہ پڑھنا آپ کے معمولات میں داخل تھا۔

روایات میں آتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابتداء ہر کام "باسمك اللھم" کہہ کر شروع کرتے تھے، لیکن بسم اللہ نازل ہونے کے بعد آپ بسم اللہ پڑھنے لگے — آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

کل امرذی بال لم یبدا بسم اللہ فھو انقطع واجزم

جو اہم کام بسم اللہ کے بغیر شروع کیا جائے گا وہ ادھورا اور بے برکت رہیگا۔

ایک حدیث میں ہے کہ مکان کا دروازہ بند کرو تو بسم اللہ پڑھو چراغ گل کرو تو بسم اللہ پڑھو برتن ڈھکو تو بسم اللہ پڑھو غرض کھانا کھانے پانی پینے وضو کرنے سوار ہونے اور اترنے کے وقت بسم اللہ پڑھنے کی ہدایت احادیث میں مختلف انداز سے بار بار آئی ہے۔

مسلم شریف میں ہے کہ جس کھانے پر بسم اللہ نہیں پڑھی جاتی اس میں شیطان کا حصہ ہوتا ہے ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں کسی صحابی نے بغیر بسم اللہ کے کھانا شروع کردیا اور جب یاد آیا تو بسم اللہ اولہ واخرہ پڑھ لیا یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہنسی آگئی، اور آپ نے فرمایا کہ شیطان نے جو کچھ کھایا تھا وہ سب اگل دیا۔

حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہ حجۃ اللہ البالغہ میں لکھتے ہیں کہ ایک دوست کھانا کھارہے تھے کہ ان کے ہاتھ سے روٹی کا ٹکڑا چھوٹ کر دور تک لڑھکتا چلا گیا، حاضرین مجلس کو تعجب ہوا، اگلے روز محلہ میں کوئی سرکش شیطان آکر بولا کہ ہم نے کل فلاں شخص سے ایک ٹکڑا چھینا تھا مگر آخر کار اس نے ہم سے لے ہی لیا۔ (انوار القرآن)

ترمذی شریف میں روایت ہے کہ اگر بیت اللہ میں داخل ہوتے وقت بسم اللہ پڑھ لی جائے تو شیاطین وجنات کی نظر ستر تک نہیں جاتی۔

امام رازی تفسیر کبیر میں لکھتے ہیں کہ حضرت خالد بن ولید کو میدان جنگ میں کسی دشمن نے زہر کا پیالہ دیا اور کہا کہ تمہارا دین سچا ہے تو اسے پی کر دکھاؤ انھوں نے فوراً بسم اللہ پڑھی اور زہر کا پیالہ پی لیا لیکن بسم اللہ کی برکت سے اپنر زہر کا اثر نہیں ہوا

بسم اللہ پڑھنے کے بے شمار فائدے ہیں، بسم اللہ پڑھنے سے بے شمار برکتیں اور رحمتیں نازل ہوتی ہیں، جو لوگ بسم اللہ پڑھ کر اپنے کاموں کا آغاز کرتے ہیں پروردگار عالم انھیں کامیابیوں سے ہمکنار کرتا ہے اور انھیں ہر جگہ سرخرو رکھتا ہے، جو لوگ اپنے کاموں کا آغاز بغیر بسم اللہ کے کرتے ہیں ان کے کام ادھورے رہ جاتے ہیں وہ برکتوں اور رحمتوں سے محروم رہتے ہیں۔ نہ دنیا میں انہیں خوشی حاصل ہوتی ہے اور نہ آخرت میں انھیں خوشی حاصل ہوگی۔

بزرگوں نے فرمایا ہے کہ ہر اہم کام کے شروع میں پوری بسم اللہ کے پڑھنی چاہئے اور ایک ایک حرف کو احتیاط کے ساتھ زبان سے نکالنا چاہئے تاکہ پورا پورا ثواب ملے، جو شخص بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر کسی کام کا بیڑا اٹھاتا ہے اللہ رحمن ورحیم قدم قدم پر اس کی مدد کرتے ہیں ــــ اور آخرت میں بھی اسے انعامات سے نوازیں گے۔

ارباب بصیرت اس لذت سے آشنا ہیں کہ بسم اللہ پڑھنے سے ایک حلاوت محسوس ہوتی ہے، پڑھنے والے کے دل میں غم باقی نہیں رہتا اس کے حوصلے بڑھ جاتے ہیں ــــ اس میں کام کرنے کا ایک جذبہ پیدا ہوتا ہے کامیابی کا یقین اس کے دل میں موجزن ہو جاتا ہے، بسم اللہ پڑھنے والے کے لئے نیک بختی کے دروازے کھل جاتے ہیں، اور بدبختی کے دروازے اس پر بند ہو جاتے ہیں، بسم اللہ پڑھنے کے بعد بھی اگر کسی مصلحت کی وجہ سے اسے دنیا میں ناکامی ہو جائے تو آخرت کا ثواب تو اسے بہرحال ملتا ہے اور دنیا کی ناکامی بالآخر اچھے نتائج پیدا کرتی ہے۔

جنت کی چار نہروں پر بسم اللہ مرقوم

ایک روایت میں آتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب معراج ہوئی تو آپ نے اس دنیا کے عجائبات ملاحظہ کرے، جنتوں کی سیریں کیں، آپ نے یہ بھی دیکھا کہ جنت میں چار قسم کی نہریں ہیں ایک نہر پاک صاف پانی کی ہے جس میں کبھی بو پیدا نہیں ہوتی، دوسری نہر دودھ کی ہے جس کا ذائقہ کبھی نہیں بدلتا بلکہ ہر حال میں یکساں رہتا ہے تیسری شراب طہور کی ہے کہ اس میں لذت تو ہوتی ہے لیکن نشہ نہیں ہوتا اور چوتھی نہر شہد کی ہے جو خالص اور گندگی سے پاک صاف ہے (ان نہروں کا تذکرہ قرآن حکیم میں آیا ہے)

آنحضورؐ جبرئیلؑ سے دریافت کیا کہ یہ نہریں کہاں سے آتی ہیں اور کہاں کو جاتی ہیں، جبرئیلؑ نے جواب دیا اتنا تو مجھے معلوم ہے کہ یہ چاروں حوض کوثر میں جا کر گرتی ہیں اور مجھے یہ نہیں معلوم کہ آتی کہاں سے ہیں ــــ اتنے میں ایک فرشتہ آپ کو وہاں سے اٹھا کر لے گیا اور کافی دور کی مسافت کے بعد جو خدا کے فضل وکرم سے منٹوں میں طے ہو گئی تھی ایک درخت کے نیچے لیجا کر بٹھا دیا ــــ آپ نے دیکھا کہ اس درخت کی جڑ میں ایک قبہ ہے ایک ہی سفید موتی کا لیکن اتنا بڑا کہ اگر اسے اس دنیا کے منہ پر رکھ دیا جائے تو ایسا معلوم ہو کر چھوٹی سی چڑیا کسی بڑے درخت کی پھنگل پر بیٹھی ہے اور اس قبہ میں زبرجد کا دروازہ ہے اس میں سونے کا قفل ہے اس کی کنجی ہے، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ــــ آپ نے بسم اللہ پڑھی فوراً دروازہ کھل گیا، آپ اس قبہ کے اندر تشریف لے گئے دیکھا اس قبہ کے چاروں کونوں سے یہ چاروں نہریں بہہ رہی ہیں ایک کونہ پر بسم مرقوم ہے دوسرے کونہ پر اللہ تحریر ہے، تیسرے کونہ پر رحمٰن لکھا ہے اور چوتھے کونے پر رحیم مسطور ہے ــــ بسم اللہ کی میم

سے پانی کی نہر جاری ہے اللہ کی ہ سے دودھ کی نہر جاری ہے رحمن کے نون سے شراب کی نہر رواں ہے اور رحیم کی میم سے شہد کی نہر بہہ رہی ہے۔

آپ کو اسی وقت ندا آئی کہ اے محمد جو کوئی تیری امت میں سے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھے گا وہ آخرت میں ان نہروں سے محروم نہیں رہے گا۔

بسم اللہ کا مقام آخرت میں

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن میری امت کے لوگ جب بسم اللہ پڑھتے ہوئے اٹھیں گے تو اس کی برکت سے اس کی نیکیوں کے پلڑے بھاری ہو جائیں گے جس پر دوسری امتوں کے لوگ پوچھیں گے کہ ایسا کیوں ہوا، ہمارے پلڑے کیوں نہ بھاری ہوئے ہم پر محمدؐ کی امت کو ترجیح کیوں دی گئی تب ان کے پیغمبر ان کو جواب دیں گے کہ حضور کی امت کا لوگ کام کرنے سے پہلے تین دفعہ اللہ کا نام لیتے تھے اور یہ تینوں نام ایسے بابرکت ہیں کہ اگر ان کو ترازو کے ایک پلڑے میں سارے جہان کی برائیاں رکھ دی جائیں تو خدا کے ناموں کی برکت سے ان ناموں کا پلڑا بھاری ہو جائے۔

آنحضرتؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں یہ برکت رکھی ہے کہ اللہ بیماری کے لئے شفا ہے، فقر کا مداوا بنانے والی ہے دوزخ کی آگ سے بچاتی ہے صورت مسخ ہونے سے محفوظ رکھتی ہے اور آسمان کی بلا سے نجات دلاتی ہے جو کوئی اسے پڑھتا رہے گا وہ تمام آفات سے محفوظ رہے گا۔ (غنیۃ الطالبین)

چار حرف کے چار معنی

تفسیر ابن حاتم میں ہے کہ حضرت عثمان بن عفانؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بسم اللہ کی نسبت سوال کیا، آپ نے فرمایا اللہ کا نام ہے اللہ تعالیٰ کے بڑے ناموں میں اور اس میں اس قدر نزدیکی ہے جیسے آنکھ کی سیاہی اور سفیدی میں ــــ اور ایک روایت ابن مردویہ میں یہ ہے کہ رسول اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب عیسیٰ علیہ السلام کو ان کی والدہ نے ایک معلم کے پاس بٹھایا ــ اس نے کہا پڑھئے بسم اللہ ــــ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا بسم اللہ کیا ہے؟ استاد نے جواب دیا کہ اس کی حقیقت سے تو میں خود واقف نہیں، حضرت عیسیٰ نے بسم اللہ کی حقیقت پر روشنی شروع کی اور فرمایا کہ ب سے مراد اللہ کی بہا یعنی بلندی ہے س سے مراد اس کی سنا یعنی اس کی روشنی ہے اور م سے مراد اس کی مملکت یعنی بادشاہی ہے اور اللہ کہتے ہیں حقیقی معبود کو۔ (بحوالہ تفسیر ابن کثیر)

ایک مرتبہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اونٹنی پر سوار تھے اور پیچھے ایک صحابی بیٹھے ہوئے تھے ان کا بیان ہے کہ اونٹنی پھسلی تو میں نے کہا شیطان کا ستیاناس ہو آپ نے فرمایا یہ نہ کہو اس سے شیطان خوش ہوتا ہے بلکہ بسم اللہ کہا کرو اس سے شیطان مکھی کی طرح ذلیل وپست ہو جاتا ہے۔

حضرت علیؓ اور فضیل ابن عیاضؒ کا ارشاد گرامی

حضرت علیؓ فرماتے ہیں بسم اللہ مشکل کشا ہے اور رنج وغم کو دور کرنے والی چیز ہے اور دلوں کو خوش کرنے والی نعمت ہے فضیل ابن عیاضؒ فرماتے ہیں کہ بسم اللہ کی بزرگی اور چیزوں پر ایسی ہے جیسے خدا کی بزرگی بندوں پر۔

شیطان کی مایوسی ایک حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص گھر سے نکلتے وقت یہ کلمہ پڑھ لے، بسم اللہ توکلت علی اللہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ، تو شیطان اس سے مایوس ہو کر الگ ہوجاتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ شخص میرے اختیار سے باہر ہے۔ (فضائل بسم اللہ)

حدیث قدسی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کھاکر حضرت جبرئیل سے یہ حدیث قدسی روایت کی اور حضرت جبرئیل نے قسم کھاکر اس حدیث کو حضرت میکائیل سے روایت کیا اور انھوں نے قسم کھاکر اس حدیث کو حضرت اسرافیل سے روایت کیا ہے، حدیث یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے کہ اے اسرافیل میں اپنی عزت وجلال اور جود وکرم کی قسم کھاکر کہتا ہوں کہ جو شخص بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سورہ فاتحہ کے ساتھ ملاکر پڑھے گا تم گواہ رہو میں اس کے گناہ معاف کردوں گا اور اس کی نیکیاں قبول کرلوں گا اس کی زبان نہیں جلاؤں گا اور اس کو عذاب قبر اور عذاب نار سے بچالوں گا۔ (روح البیان)

ایک یہودی کی لڑکی کا عبرتناک واقعہ لمعان صوفیہ میں لکھا ہے کہ ایک واعظ وعظ بیان کررہا تھا اس میں اس نے بسم اللہ کی فضیلت بھی بیان کی مجمع میں ایک یہودی لڑکی بھی تھی اس پر مضمون کا اثر ہوا اور وہ فوراً ہی دل وجان سے مسلمان ہوگئی اور بسم اللہ کو اس نے ورد زبان کرلیا ـــــ جب لڑکی کے والدین کو اس کی خبر ہوئی تو وہ اس سے برہم ہوگئے اور انھوں نے لڑکی کو ڈرایا دھمکایا، تاکہ وہ اسلام کو چھوڑدے لیکن وہ بدستور ثابت قدم رہی اس کا باپ ایک بادشاہ کا وزیر تھا اس کو اندیشہ ہوا کہ اگر اس بات کی اطلاع کسی نے بادشاہ کو دیدی تو اس کی عافیت میں فرق آجائے گا، اس لئے اس کو خیال ہوا کہ لڑکی پر کوئی سخت الزام لگاکر اس کو ہلاک کردینا چاہئے، چنانچہ اس نے لڑکی کے پاس شاہی انگوٹھی رکھوائی اور کہا کہ اس کو پوری حفاظت کے ساتھ اپنے پاس رکھنا، لڑکی نے عادت کے مطابق بسم اللہ کہہ کر انگوٹھی رکھ لی، رات کو اس کے باپ نے وہ انگوٹھی لڑکی کے بکس میں سے نکال لی اور ایک دریا میں پھینک آیا، تاکہ جب انگوٹھی لڑکی کے پاس سے نہ نکلے تو شاہی خیانت کے جرم میں اس کو ہلاک کردے

اتفاقاً صبح کو ایک مچھیرا مچھلی لے کر آیا اور اس نے لڑکی کے باپ سے کہا کہ میں یہ مچھلی بطور ہدیہ لے کر آیا ہوں، اسے قبول فرمالے لڑکی کے باپ نے خوشی خوشی ہدیہ قبول کرلیا اور اپنی لڑکی سے کہا کہ اسے کاٹ کر پکاؤ، لڑکی نے بسم اللہ پڑھ کر جب مچھلی کو کاٹا تو اس کے پیٹ سے انگوٹھی برآمد ہوئی، وہ حیران ہوئی اور جب اس نے اپنے بکس میں جاکر دیکھا تو انگوٹھی وہاں موجود نہیں تھی، اس وقت اس کے کچھ سمجھ میں نہیں آیا کہ انگوٹھی بکس میں سے غائب ہوکر مچھلی کے منہ میں کس طرح پہونچی۔

کھانے کے بعد باپ نے انگوٹھی طلب کی تو لڑکی نے بسم اللہ پڑھ کر بکس کھولا اور انگوٹھی نکال کر باپ کے حوالہ کردی اب تو باپ کو بڑا تعجب ہوا اور اس نے دریافت کیا کہ انگوٹھی کہاں سے آئی، لڑکی نے کہا کہ بسم اللہ کی برکت سے اس مچھلی کے پیٹ سے برآمد ہوئی جو مچھیرا دے گیا تھا یہ سن کر بسم اللہ کی عظمت کا قائل ہوگیا، اور اسی وقت مشرف بہ اسلام ہوگیا۔

(وعظ بے نظیر)

جادو جھاڑ پھونک اور تعویذ گنڈوں کی غیر عالمانہ مخالفت کا جائزہ

حسن الہاشمی، فاضل دار العلوم دیوبند

یہ مضمون ماہنامہ تجلی میں ۱۹۷۸ء میں قسط وار شائع ہوچکا ہے عوام کی افادیت کی غرض سے اسے ماہنامہ طلسماتی دنیا میں دوبارہ پھر قسط وار چھاپا جارہا ہے

حیدرآباد سے شائع ہونے والے "ماہنامہ الحق" کی اشاعت ہمارے سامنے ہے اس میں جادو کو بے اثر اور بے حقیقت ثابت کرنے کے ساتھ جھاڑ پھونک اور تعویذ گنڈوں کی پرزور مخالفت کی گئی ہے کسی بھی مسئلہ کی پرزور مخالفت فی نفسہٖ معیوب نہیں کہلاسکتی اگر وہ معروف طرز فکر اور معقول دلائل سے آراستہ ہو لیکن اگر طرز فکر کے نام پر غبار سادہ لوحی اور دلائل کے نام پر تک بندیوں کا طومار کاغذ پر بکھیر دیا گیا ہو تو پھر پرزور مخالفت تو درکنار معمولی درجہ کا اختلاف اور تجزیہ بھی اس قابل نہیں ٹھہر سکتیں کہ کوئی فہیم انسان انھیں گوارہ کرسکے۔

ماہنامہ الحق والوں نے اپنے موقف کو صحیح ثابت کرنے کے لئے دلائل کا جو ڈھیر لگایا ہے وہ ریت کی دیوار سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا، اور وہ ہمارے نزدیک اس لائق بھی نہیں ہے کہ باقاعدگی کے ساتھ اس کا رد کیا جائے لیکن تجلی کے ایک کرم فرما کی خواہش وفرمائش کا احترام کرتے ہوئے ہم طوعاً وکرھاً، اس موضوع پر قلم اٹھارہے ہیں اور اس مضمون کا رد کرنے کی ٹھان چکے ہیں جس کے نسوانی دلائل کسی بھی طور قابل التفات نہیں ہیں حق والوں کی کسی بات پر گرفت کرنے سے قبل ہم بطور تمہید یہ عرض کردینا ضروری سمجھتے ہیں کہ تعویذ گنڈوں کے نام پر جو مکر وفریب اور دھاندلی پورے معاشرے میں بکھری ہوئی ہے اس کے ہم بھی سخت مخالف ہیں تعویذ گنڈوں کی اونچی اونچی دکانیں اور لمبے چوڑے کاروبار جو شہر در شہر گاؤں در گاؤں گلی در گلی وجود میں آچکے ہیں اس سے ہم بھی برگشتگی وبیزاری کا اظہار کرتے ہیں اور ان عوام وخاص کا ہم ساتھ دینے کے لئے تیار نہیں کہ جو تعویذ گنڈوں کی زلف گرہ گیر کے کچھ

اس طرح اسیر ہوکر رہ گئے ہیں کہ جب قید حیات سے نجات ملے گی تب ہی اس زلف گرہ گیر سے بھی چھٹکارا حاصل ہوگا ورنہ چھٹکارے کا کوئی سوال ہی نہیں ایسے تمام لوگوں کا حال یہ ہے کہ سر کے درد کو یہ اوپری اثر کا نام دیتے ہیں ٹانگ میں اگر موچ آجائے تو یہ کچھ فکر لے یہ یقین کر بیٹھتے ہیں کہ کسی نے کچھ کرادیا ہے میاں بیوی کی تکرار جہاں ذرا طویل وعریض ہوئی تو یہ یقین کرلیا جاتا ہے کہ ہونہ ہو کسی نے تعویذ گاڑدیئے ہیں۔ بالاتفاق دو چار روز جسم کے کسی حصہ میں درد ہوجائے تو پھر یہ تصور قائم ودائم ہوجاتا ہے کہ حضرت آسیب جسم کے اندر حلول کرچکے ہیں یہ سب باتیں یقیناً قابل گرفت ہیں لیکن ان خرافات کو آڑ بناکر تعویذ گنڈوں کے پیچھے لاٹھی لے کر دوڑ پڑنا دین ودانش سے کوئی تعلق نہیں رکھتا بلکہ مار گھٹنا پھوٹے آنکھ کے مترادف ہے۔

کسی دنیا میں اگر ایسے وہمی لوگ پیدا ہوجائیں جو طبیعت کے معمولی اضمحلال کو بڑا مرض خیال کرنے لگیں، اور اسی طرح کی معمولی سستی اور تھکان کو علت عظیمہ سمجھ کر طبیبوں کا ناک میں دم کردیں تو مزاج پرسی ان ہی وہمیوں کی ہونی چاہئے نہ کہ یہ سارا نزلہ علاج وتشخیص پر بہہ جائے اور اطبار کے خلاف نعرے بلند کئے جانے لگیں۔

دیکھا جائے تو اصل خرابی تعویذ گنڈوں میں نہیں بلکہ اس افراط میں ہے کہ تعویذ گنڈوں پر یقین رکھنے والے جس کا شکار ہوکر رہ گئے ہیں، اور سوچا جائے تو صرف ایک تعویذ گنڈوں کا معاملہ ہی لے دے کے ایسا نہیں ہے کہ جہاں افراط کی گھنگھور گھٹائیں لہرا رہی ہوں بلکہ اور بھی ہزاروں مسائل ہیں کہ جن میں امت سارہ افراط وتفریط میں بُری طرح ملوث ہے۔

اعتدال اور توسط کے مبین راستہ کو جب بھی مسلمانوں نے ترک کیا ہے معاشرے میں فتنہ وفساد کی ریل پیل ہوکر رہی ہے تعویذ گنڈوں کے سلسلے میں بھی امت نے توسط کی راہ چھوڑ کر افراط کا جو راستہ اختیار کیا ہے وہ نامحمود بھی ہے اور مضرت رساں بھی ہے لیکن صرف تعویذ گنڈوں میں افراط وتفریط نامحمود اور مضرت رساں نہیں بلکہ افراط وتفریط کا مظاہرہ اور اعتدال وتوسط سے بیزاری جہاں جہاں بھی ہے وہاں وہاں مضرت ہے نامحمودیت ہے نقصانات ہیں۔

کچھ لوگ عدم تقلید کے سلسلے میں افراط کا شکار ہیں کچھ لوگ عبادات کرنے میں اعتدال کی ڈگر سے ادھر ادھر ہوگئے ہیں کچھ لوگ اور دوسرے معاملات میں افراط وتفریط کے زرخرید غلام بن کر رہ گئے ہیں، یہ سبھی لوگ اس قابل ہیں کہ انھیں متنبہ کرکے — افراط وتفریط کی خاردار راہوں سے واپس بلانے کی کوشش کی جائے تو اصل جرم افراط ہے نہ کہ تعویذ گنڈوں سے عقیدت رکھنا اور جب اصل جرم افراط ٹھہرا تو پھر ماہنامہ الحق والے بھی اس جرم سے بری الذمہ قرار نہیں پاسکتے اس لئے کہ انھوں نے تعویذ گنڈوں کی مخالفت میں افراط سے کام لیا ہے، اور افراط بہرحال افراط ہے خواہ وہ کسی امر کی موافقت میں ہو یا مخالفت میں۔

الحق کی اس اشاعت خاص میں پہلا مضمون محمود قیصر صاحب کی فہم کاریوں کا نتیجہ ہے انھوں نے جادو پر تبرا کرتے ہوئے یہ بات ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ جادو کی سرے سے کوئی حقیقت ہی نہیں اور اگر حقیقت ہے

ہے تو صرف اتنی سی کہ دیکھنے والی آنکھیں متاثر اور متحیر ہوجاتی ہیں اور بس مضمون کی ابتدائی سطور میں انھوں نے تعویذ گنڈوں پر حملہ کرتے ہوئے یہ فرمایا ہے کہ چوں کہ تعویذ گنڈے حقائق سے گریز کا رجحان پیدا کرتے ہیں اور مصائب ونوائب اور امراض وعلل کا مردانہ وار مقابلہ کرنے سے روکتے ہیں لہٰذا ان کی قباحتوں کو واضح کرنے کی کوشش کی گئی ہے گویا کہ محمود صاحب یہ کہنا چاہتے ہیں کہ بیماریوں کا علاج دراصل ایک طرح کی بزدلی اور کم ہمتی ہے، بلند ہمتی اور مردانگی تو یہ ہے کہ اگر بخار آئے تو آدمی اس سے بغل گیر ہوتا رہے اور اسے رفع دفع کرنے کے لئے علاج ومعالجہ کی طرف مائل نہ ہو یہ شوشہ چھوڑنے کے بعد انھوں نے سحر کو بے حقیقت اور بے اثر ثابت کرنے کے لئے آیات وروایات کے ساتھ کھلواڑ کیا ہے اب ذرا اسے بھی ملاحظہ فرمالیجئے۔

اولاً محمود قیصر صاحب نے قرآن حکیم کی یہ تین آیتیں پیش کی ہیں۔

(۱) قَالَ اَلْقُوْاۚ فَلَمَّآ اَلْقَوْا سَحَرُوْٓا اَعْيُنَ النَّاسِ وَاسْتَرْهَبُوْهُمْ وَجَآءُوْ بِسِحْرٍ عَظِيْمٍ۔ (۱۱۶ الاعراف)

موسیٰ نے فرمایا تم ہی ڈالو پس جب انھوں نے ڈالا تو لوگوں کی آنکھوں پر جادو اور انکو ڈرادیا اور ایک طرح کا بڑا جادو دکھلادیئے

(۲) قَالَ بَلْ اَلْقُوْاۚ فَاِذَا حِبَالُهُمْ وَعِصِيُّهُمْ يُخَيَّلُ مِنْ سِحْرِهِمْ اَنَّهَا تَسْعٰى۔ (۶۶ طٰہٰ)

موسیٰ نے کہا بلکہ تم ہی پہلے ڈالو پس یکایک ان رسیاں اور لاٹھیاں ان کے جادو سے موسیٰ کے خیال میں ایسی معلوم ہونے لگیں جیسے دوڑتی ہیں۔

(۳) فَاَوْجَسَ فِيْ نَفْسِهٖ خِيْفَةً مُّوْسٰى۔ (۶۷ طٰہٰ)

پس موسیٰ کے دل میں خوف پیدا ہوا۔

❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁

ان آیات قرآنیہ کو نقل کرنے کے بعد محمود صاحب نے یوں گل فشانی کی ہے

> سیاق وسباق کے تحت ان آیات قرآنی پر غور کیا جائے تو یہ امر واضح ہوجاتا ہے کہ فرعون کے ماہر جادوگروں (سحار علیم) کی متحدہ کوشش حضرت موسیٰ کے مقابلہ میں سوائے اس کے کچھ نہ تھی کہ انکی لاٹھیاں اور رسیاں دوڑتے ہوئے سانپوں کی طرح نظر آنے لگی تھیں، اور جادو کے ماہرین کی جماعت حضرت موسیٰ کو کوئی نقصان نہ پہنچا سکی۔

جہاں تک نقصان نہ پہنچانیوالی بات ہے تو اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اعجاز موسوی کے سامنے جادوگروں کی جادوگری ہیچ ہوکر رہ گئی تھی اور وہ موسیٰ کا بال بھی بیکانہ کرسکے تھے لیکن اس سے یہ نتیجہ اخذ کرنا کیسے درست ہوسکتا ہے کہ جادو اپنے اندر کوئی اثر نہیں رکھتا، بندوق کی ایک گولی انسان کی جان لے لیتی ہے لیکن بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ انسان کا سینہ گولیوں سے چھلنی ہوجاتا ہے لیکن اس کے باوجود بھی اس کی موت واقع نہیں ہوتی تو کیا اس سے یہ نتیجہ برآمد کیا جاسکتا ہے کہ کارتوس میں حقیقتاً کوئی اثر ہوتا ہی نہیں۔

ابراہیم علیہ السلام کو دہکتی ہوئی آگ میں پھینک دیا گیا تھا لیکن آگ ان کے جسم میں معمولی درجہ کی سوزش بھی پیدا نہ کرسکی

توکیا اس واقعہ کو دلیل بنا کر یہ کہنا صحیح ہوگا کہ آگ میں جلانے کی تاثیر سرے سے ہے ہی نہیں اور اگر ہوتی تو آگ کے بھڑکتے ہوئے شعلے ابراہیم کو جلا کر راکھ کر دیتے۔ صحیح اور قرین عقیدہ بات یہ ہے کہ آگ ہو یا آندھی، کارتوس ہو یا جادو ان میں سے کوئی بھی چیز خداوند عالم کی رضا کے بغیر کسی کو گزند پہنچا ہی نہیں سکتی۔

موسیٰ علیہ السلام کو جادوگروں کی جماعت اگر کوئی نقصان نہ پہنچا سکی تو اس کا سیدھا سادا مطلب صرف یہ تھا کہ اللہ کی قدرت موسیٰ کا ساتھ دے رہی تھی اور اللہ کی قدرت کے آگے نہ جادو کی کوئی حقیقت تھی نہ فرعون کے لاؤ لشکر کی — ان آیات سے یہ استدلال کرنا غلط در غلط ہے کہ جادو اپنے اندر کوئی تاثیر نہیں رکھتا ہے — اور وہ ایک بے اثر اور بے حقیقت چیز ہے محمود صاحب نے یہ لکھ کر مغالطہ دینے کی کوشش کی ہے کہ جادوگروں کی متحدہ کوشش بجز اس کے تھی ہی کیا کہ ان کی لاٹھیاں اور رسیاں موسیٰ کو اور تمام تماشہ بین کو دوڑتے ہوئے سانپ محسوس ہونے لگیں۔

محمود صاحب نے تو یہاں بلاوجہ خامہ فرسائی کی زحمت کی ہے، قرآن تو خود ہی یہ کہہ رہا ہے کہ سَحَرُوۡۤا اَعۡیُنَ النَّاسِ یعنی ان جادوگروں نے لوگوں کی آنکھوں پر جادو کر دیا تھا گویا جادوگروں نے صرف نظر بندی کی تھی ممکن تھا کہ وہ اس کے بعد بھی کچھ حرکت کرتے اور موسیٰ علیہ السلام کو مرعوب و مغلوب کر دیتے مگر خداوند قدوس نے موسیٰ کی مدد کی اور جس نظر بندی سے انھوں نے لوگوں کو متاثر کرنا چاہا تھا، اسی نظر بندی کے ذریعہ انھیں سراسیمہ کر دیا گیا اور وہ مزید حرکتیں کرنے سے باز آئے، حیرت ہے کہ محمود صاحب نے منقولہ بالا آیات سے یہ مطلب کیسے نچوڑ لیا کہ جادو کی حقیقت فقط اتنی ہے کہ وہ انسان کی آنکھوں کو فریب اور دھوکے میں مبتلا کر سکتا ہے اپنے نچوڑے ہوئے اسی مطلب میں اور زیادہ تراوٹ پیدا کرنے کے لئے انھوں نے ذرا آگے چل کر ایک جگہ پھر یہ فرمایا ہے کہ۔

".جادو کی حقیقت نظر بندی کے سوا کچھ اور نہیں جادو سے انسان کی صرف نظر متاثر ہوتی ہے۔"

اور یہ بات ایسی بات ہے کہ کوئی بھی صاحب علم جس سے متفق نہیں ہو سکتا اور اگر کوئی اس فرمان سے متفق ہو جاتا ہے تو اس کے لئے ضروری ہوگا کہ وہ اسلاف کی آرا اور تفاسیر کو دریا برد کر دے اس لئے کہ ان کی موجودگی میں محمود صاحب کی رائے صحت مند کہلانے کی حقدار نہیں ہو سکتی۔

آئیے یہ بھی دیکھتے چلیں کہ قابل اعتماد مفسرین نے ان آیات کے ضمن میں کیا فرمایا ہے، اور سحر و نظر بندی کے سلسلے میں ان کی کیا رائے ہے، سورۂ اعراف والی آیت کے ضمن میں حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ فرماتے ہیں۔

".ساحرین فرعون نے اس وقت جو شعبدہ دکھلایا تھا اس میں فی الواقع قلب ماہیت نہیں ہوا بلکہ وہ محض تخییل اور نظر بندی تھی اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ تمام اقسام سحر اسی میں منحصر ہوں، شاید انھوں نے یہ گمان کیا ہو کہ ہم اتنی ہی سی کارروائی سے موسیٰ کو دبا لیں گے اور کچھ گنجائش ملتی تو ممکن تھا کہ وہ اس سحر عظیم سے بڑا کوئی اور سحر اعظم دکھلاتے، مگر اعجاز موسوی نے سحر کو پہلے ہی مورچہ پر مایوس کن شکست دیدی کہ آگے موقعہ ہی نہیں رہا کہ مزید مقابلہ جاری رکھا جاتا۔" (ترجمہ شیخ الہندؒ)

اسی آیت کے ذیل میں حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کا ارشاد گرامی یہ ہے کہ

"اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ سحر کا منتہا اتنا ہی ہے کہ نظر بندی ہو جاتی ہے بلکہ بعض انواع سحر سے تبدیل حقیقت ممکن ہے۔" (بیان القرآن)

صاحب روح المعانی کی رائے بھی ملاحظہ فرمالیجئے، انھوں نے اسی آیت کے ضمن میں سحر کے موضوع پر کلام فرماتے ہوئے یہ تفصیل پیش کی ہے۔

واستدل بالاٰیة من قال کالمعتزلة ان السحر لاحقیقة له وانما هو مجرد تخییل وفیه انهم ان ارادوا ان ما وقع فی القصة من السحر کان کذالك مسلم والاٰیة تدل علیه وان ارادوا ان کل سحر تخییل فممنوع والاٰیة لاتدل علیه

منقولہ جیسے لوگوں نے اسی آیت سے استدلال کیا ہے کہ سحر کی کوئی حقیقت نہیں ہے بلکہ وہ محض تخییل کا نام ہے اگر انھوں نے اس قصہ میں واقع ہونیوالی بات کو بھی سمجھا، سحر سمجھا ہے ان کی بات قابل تسلیم ہے اور آیت اس پر دلالت کرتی ہے اور اگر ان کی مراد یہ ہے کہ سحر از سرتاپا تخییل ہی ہوتا ہے تو یہ بات ممنوع ہے اور آیت اس پر دلالت بھی نہیں کرتی ہے۔

⁂ ⁂ ⁂ ⁂ ⁂ ⁂ ⁂ ⁂

والذی ذهب الیه جمهور اهل السنة ان السحر اقسام وان منه مالاحقیقة له ومنه ماله حقیقة

(روح المعانی جلد ۹)

ویسے جمہور اہل سنت کی رائے یہ ہے کہ سحر کی مختلف قسمیں ہیں ان میں سے بعض کی کچھ حقیقت نہیں (یعنی وہ صرف نظر کا فریب ہوتی ہے) اور بعض کی حقیقت ہے (یعنی وہ نظر کا فریب نہیں ہوتیں بلکہ وہ واقعات کی دنیا میں انکا تحقق ہوتا ہے اور وہ نفع و نقصان پہنچا سکتی ہیں)

اس آیت کی تشریح میں اقوال تو اور بھی ایسے نقل کئے جا سکتے ہیں جن سے دو اور چار کی طرح جادو کی حقیقت کا اثبات ہو جاتا ہے مگر کیا فائدہ کاغذ سیاہ کرنے سے — ہمارے خیال میں تین قابل اعتماد تفسیروں کی رائے جاننے کے بعد اس کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی کہ مزید تفاسیر کی ورق گردانی کی جائے، تفسیر کشاف، تفسیر بیضاوی و خازن تفسیر مدارک وغیرہ تفاسیر میں سے کوئی تفسیر بھی ایسی نہیں ہے جس میں سحر کی حقیقت کا مذاق اڑایا گیا ہو اور محمود و قیصر صاحب کی طرح جادو کو بے اثر ثابت کرنے کے لئے حقائق سے روگردانی کی راہ اختیار کی گئی ہو۔

کوپن

انعامی پیش کش ۱؎

نام ———— ———— ———— ———— ————

مکمل پتہ ———— ———— ———— ———— ————

ایک مجلس میں تین طلاق شریعت اسلامی میں تین ہی مانی جاتی ہیں

اس موقف کی مخالفت احادیث رسولؐ کی مخالفت ہے

تجلی کا طلاق نمبر — پھر ایک علمی دھماکہ

کتابی شکل میں

عامر عثمانی بورڈ کی فخریہ پیشکش

ایک مجلس میں تین طلاق کے معرکۃ الآرا مسئلہ پر بالکل فیصلہ کن اور حرف آخر تحریر

امین الرحمن مولانا عامر عثمانیؒ کے اشہب قلم کا نتیجہ

نقل وعقل کا حسن امتزاج اور حجت وبرہان کا خوبصورت سنگم

دور

علم واستدلال کا عظیم ترین شاہکار، اچھوتا اور نرالا انداز بیان

علمی اور ادبی شان لئے ہوئے، اور عظمت وانفرادیت سے بہرہ ور

تجلی کے جس طلاق نمبر سے تمام علمائے دیوبند اور دیگر علمائے حق استفادہ کرتے رہے اب کتابی صورت میں جلوہ گر ہو رہا ہے۔

ایک مجلس میں تین طلاق کے موضوع ایک ایسی فکر انگیز اور بصیرت افروز دستاویز کہ جس نے اپنوں کو تقویت دی اور مخالفین کو اپنا موقف بدلنے پر مجبور کر دیا،

اپنے آرڈر روانہ کرنے میں جلدی کیجئے۔

ایسا نہ ہو کہ آپ آرڈر روانہ کرنے میں تساہل سے کام لیں اور پھر آپ کو دوسرے ایڈیشن کا صبر آزما اور جان لیوا انتظار کرنا پڑے — سائز ۲۲ x ۱۸ صفحات تین سو سے زائد۔ قیمت مجلد ساٹھ روپے طلباء اور مدارس دینیہ کے لئے خصوصی رعایت۔

ہمارا پتہ:۔ عامر عثمانی بورڈ دیوبند یوپی

جنات کے دلچسپ حالات

کیا جن عورت سے مسلمان مرد کا نکاح جائز ہے

حضرت خواجہ حسن بصری سے کسی شخص نے سوال کیا کہ جن عورت سے مسلمان مرد کا نکاح جائز ہے یا نہیں؟ فرمایا جائز ہے بشرطیکہ دو گواہوں کے سامنے ایجاب وقبول عمل میں آئے۔ فتاویٰ سراجیہ میں جن اور انسانوں کے باہمی نکاح کو جائز لکھا ہے۔

بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ بعثت نبوی سے پیشتر دیگر انبیاء علیہم السلام کے زمانہ میں جنات اور انسان کی بیاہ شادی ہوا کرتی تھی چنانچہ حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت میں مذکور ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بلقیس زوجہ سلیمان علیہ السلام کے ماں باپ میں ایک جن تھا۔

کتاب حیوۃ الحیوان کے مصنف نے لکھا ہے کہ مجھ سے ایک ایماندار اور عامل قرآن نے بیان کیا تھا کہ میں نے ہم جن عورتوں سے پے درپے نکاح کئے اسی طرح ایک اور شخص نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے ایک جن عورت سے نکاح کیا ہے تو مجھے اس بات کا یقین نہیں آیا۔ اور میں نے کہا یہ کیونکر ممکن ہے کہ جسم لطیف اور جسم کثیف یکجا جمع ہو سکیں، پھر کچھ عرصہ کے بعد وہ شخص مجھے نظر آیا تو اس کے سر پر پٹیاں بندھی ہوئی تھیں، لوگوں کے دریافت کرنے پر اس شخص نے بتایا کہ میرا اپنی جن بیوی سے کسی بات پر جھگڑا ہو گیا تھا تو اس نے میرا سر پھاڑ دیا۔

اس کتاب میں دوسری جگہ مذکور ہے کہ جنات انسان عورتوں سے مجامعت کو بہت پسند کرتے ہیں، اس قسم کے اکثر واقعات سننے میں بھی آئے ہیں ایسی صورت میں جن عورتوں سے انسان کا اجتماع مستبعد نہیں، حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلویؒ کے حالات میں مذکور ہے کہ ان کے ایک شاگرد طالب علم کے پاس ایک جن عورت شب باش ہوئی کرتی تھی، کچھ دنوں بعد جب جنیہ نے اس طالب علم کو بہت ہی پریشان کرنا شروع کیا تو اس نے حضرت شاہ صاحب سے اس واقعہ کا تذکرہ کیا حضرت شاہ صاحب نے اس طالب علم کو تعویذ عطا فرمایا تب اس جنیہ کی آمدورفت اس طالبعلم کے پاس سے بند ہوئی۔

جنات کو خوش کرنے کے لئے جانوروں کی بھینٹ دینا منع ہے

علامہ بیہقیؒ نے زہری سے روایت کیا ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جانوروں کے ذبیحہ سے منع فرمایا ہے۔

زمانۂ جاہلیت میں دستور تھا کہ مکان خرید کر یا زمین سے خزانہ یا دفینہ برآمد کرتے وقت جنات کو خوش کرنے کے لئے کئی لوگ جانوروں کی بھینٹ جنات کی شرارت سے بچنے کے لئے دیا کرتے تھے، حضورؐ نے

مسلمانوں کو ان باتوں سے منع فرمایا ہے۔

قطب وقت جنات اور انسان دونوں کا حاکم ہوتا ہے

مناقب شیخ عبدالقادر جیلانیؒ میں مذکور ہے کہ حضرت غوث الاعظم پیران پیر دستگیر سے بغداد کے کسی شخص نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ اس کی کنواری لڑکی مکان کی چھت سے غائب ہو گئی ہے، حضرت غوث الاعظم نے ارشاد فرمایا کہ کرخ کے جنگلات میں پانچویں ٹیلے کے پاس اپنے گرد بسم اللہ علی نیت عبدالقادر پڑھ کر حصار کھینچکر بیٹھ جانا عشاء کے بعد تمہارے پاس جنات آنے شروع ہو جائیں گے تم ان سے کسی قسم کا خوف نہ کھانا وہ تمہیں کسی قسم کی ایذا نہ پہنچا سکیں گے صبح کے وقت تمہارے پاس جنات کا بادشاہ آئے گا اور تم سے سوال کرے گا اس وقت تم یہ کہدینا کہ مجھے عبدالقادر نے بھیجا ہے اور یہ کہ میری لڑکی مکان کی چھت سے غائب ہو گئی ہے۔

چنانچہ عشاء کے بعد جنات آنے شروع ہو گئے صبح ہوتے جنات کا بادشاہ گھوڑے پر سوار مع ایک گھوڑا سوار دستہ کے آیا اور حصار کے سامنے آکر کہنے لگا کیا بات ہے مجھے کیوں یاد کیا گیا ہے میں نے اس جن سے کہا میں حضرت عبدالقادر کا فرستادہ ہوں میری لڑکی مکان کی چھت سے غائب ہے۔ حضرت غوث پاک کا نام سنتے ہی جنات کا بادشاہ گھوڑے سے اتر کر زمین بوس ہوا اور حصار کے قریب آکر بیٹھ گیا اور دوسرے اس کے ساتھی بھی بیٹھ گئے۔

جنات کے بادشاہ نے فوراً اپنے ساتھیوں سے کہا کہ یہ نامعقول حرکت کس مردود نے کی ہے، تھوڑی دیر کے بعد ایک سرکش جن بادشاہ کے روبرو پیش ہوا اس کے ہمراہ میری لڑکی بھی تھی، بادشاہ نے نہایت غضب و غصہ کا اظہار کرتے ہوئے اس سرکش کی گردن اڑا دی اور میری لڑکی میرے سپرد کر دی

جنات اترج سے ڈرتا ہے

حضرت علامہ دمیریؒ نے حیوۃ الحیوان میں لکھا ہے کہ جس گھر میں اترج (پھل کا نام) رکھا ہوتا ہے اس گھر میں جن داخل نہیں ہوتا، حضرت علامہ کے زمانہ کے ایک مرد محمد خلعی کا بیان ہے کہ ان کے پاس جن پڑھنے آیا کرتے تھے ایک موقع پر وہ ایک ہفتہ تک غیر حاضر رہے، اگلے ہفتہ آئے تو استاذ موصوف نے غیر حاضری کی وجہ دریافت کی انھوں نے جواب دیا آپ کے مکان میں اترج رکھا ہوا اس لئے ہم نہ آسکے جس جگہ اترج رکھا ہوتا ہے وہاں کوئی جن نہیں آتا۔

جنات تین قسم کے ہوتے ہیں

حیوۃ الحیوان میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے حق تعالیٰ نے جنات کو تین قسموں پر پیدا کیا ہے۔

(۱) ایک قسم جنات کی وہ ہے جو حشرات الارض کی صورت میں ہوتے ہیں۔

(۲) دوسری قسم وہ ہے جو ہوا میں ہوا کی طرح رہتے ہیں۔

(۳) تیسری قسم جنات کی بنی آدم جیسی ہے۔

جنات کی تین خصوصیتیں

شیخ عبدالوہاب شعرانیؒ نے لکھا ہے کہ جنات تین خصوصیتوں کے حامل ہیں۔

(۱) جنات دنیا میں انسان کو نظر نہیں آتے مگر جنت میں انسانوں کے ساتھ مل جل کر رہیں گے

دنیا کی طرح انسانی نظروں سے محجوب نہ ہوں گے۔

(۲) جنات جو صورت و شکل اختیار کرتے ہیں یا جس مخلوق کا روپ اختیار کرتے ہیں ان کی آواز بھی اس مخلوق جیسی ہو جاتی ہے۔

(۳) تیسری خصوصیت یہ ہے کہ جب کوئی انسان عزیمت پڑھتا ہے یا ان کو قسم دی جاتی ہے تو وہ اس کو پورا کرنے پر مجبور ہیں

سہل بن عبداللہ کی ایک سات سو سالہ صحابی جن سے ملاقات

علامہ ابن الجوزی نے کتاب سہل بن عبدالعزیز سے نقل کیا ہے کہ میں شہر عاد کے اطراف میں مصروف گشت تھا کہ ایک مجھے ایک شہر پتھر سے تعمیر شدہ نظر آیا شہر کے وسط میں ایک عالی شان قصر تھا جب میں اس تک پہنچا تو میں نے اس قصر کے صحن میں ایک عظیم الجثہ بوڑھے کو جو اون کا جبہ پہنے ہوئے تھا دیکھا میں نے اتنی لمبی چوڑی مخلوق کبھی نہ دیکھی تھی، حیرت و استعجاب میں پڑ گیا، نماز سے فراغت کے بعد میں نے اس کو سلام کیا، سلام کا جواب دے کر اس جن نے مجھ سے کہا کہ یہ جبہ میرے جسم پر ۷۰۰ برس سے ہے، یہ آج تک کہیں سے پھٹا نہیں، کپڑے جسم کے میل کچیل سے پھٹا نہیں کرتے، حرام غذا اور گناہوں کی نجاست سے پھٹتے ہیں اس جبہ کو پہن کر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ملاقات کر کے ایمان لایا، اور اسی جبہ کو پہن کر میں نے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی اور مشرف بہ اسلام ہوا، میں ان جنوں میں سے ہوں جن کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی تھی قل اوحی الی انہ استمع نفر من الجن۔ (تفسیر مظہری)

جنات بھی انسان کی طرح مختلف مذاہب رکھتے ہیں

حضرت خواجہ حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ جس طرح انسانوں کے مختلف مذاہب ہیں اسی طرح جنات بھی مختلف مذاہب رکھتے ہیں جنات مسلمان بھی ہیں، ہندو بھی عیسائی بھی ہیں اور یہودی بھی، قدریہ بھی، مرجیہ بھی، رافضی بھی ہیں اور تفضیلیہ بھی مجوسی بھی ہیں اور ستارہ پرست بھی۔

اسلام سے پیشتر عوام کی گمراہی کا راز یہ تھا کہ ہر مذہب والے جن اپنے مذہب کے آدمیوں کو اپنے مذہب کی خبریں پہنچایا کرتے تھے کبھی خواب میں کچھ دکھا دیا کبھی ہوشیاری میں ان کے دل میں کچھ ڈال دیا ان باتوں سے لوگ یہ سمجھ کر غیب سے ہمارے مذہب کی تائید ہو رہی ہے گمراہ ہو جاتے تھے۔ یہ جنات ہر مذہب والوں کو اعانت میں لگے رہتے تھے اور ان کی حاجت روائی مشکل کشائی اور بلاؤں کو دفع کرنے میں حتی المقدور مدد کرتے تھے تاکہ ان کے مذہب والوں کو یقین ہو جائے کہ یہ مذہب بھی عالم غیب میں کچھ حقیقت رکھتا ہے اور بارگاہ الٰہی میں پسند ہے اسی واسطے غیب سے حاجت روائی میں ہماری مدد ہوتی ہے، ہماری بلائیں دفع ہوتی ہیں اس اعتبار سے جنات غیب کی باتوں کو آدمیوں تک پہنچانے میں سفیر کی حیثیت رکھتے تھے اسلام کے آتے ہی یہ کارخانہ بالکل موقوف کر دیا گیا۔

باقی اگلے شمارے میں۔

ہوش رُبا اور ناقابلِ فراموش سچے واقعات

ہر شخص کی زندگی میں یا اس کے ملاقاتی میں کچھ ایسے واقعات بھی پیش آتے ہیں کہ جنہیں تا زندگی بھلانا ممکن نہیں ہوتا ——

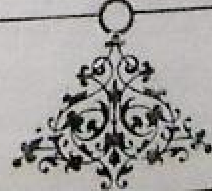
اگر آپ کی زندگی میں بھی ایسے ہی کچھ "خوشگوار" یا "ناگوار" واقعات کبھی پیش آئے ہوں تو آپ عام قارئین کی دلچسپی کے لئے انھیں "طلسماتی دنیا" میں شائع کرادیں —— اس طرح یہ تاریخ میں محفوظ بھی ہوجائیں گے اور قارئین کے لئے ان میں کوئی نہ کوئی سبق بھی ہوگا۔

لیکن یہ بات یاد رہے کہ ماہنامہ طلسماتی دنیا ایک مخصوص موضوع کا رسالہ ہے، اسمیں ایسے ہی واقعات قابلِ اشاعت سمجھیں جائیں گے جن کا تعلق روحانیت سے ہو، مثلاً جن اور سحر کے اثرات، بھوت پریت کے قصے، جادو تعویذ کرنے والوں کی جعل سازیاں، صحیح عاملین کے سچے اور قابلِ تعریف کارنامے، وغیرہ جیسے موضوعات کو طلسماتی دنیا میں شائع کرنے کے قابل سمجھا جائے گا ——

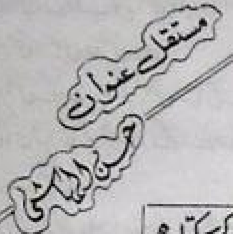
واضح رہے کہ اس کالم میں سچے واقعات ہی شائع کئے جائیں گے۔ لہٰذا اس طرح کے واقعات کو قلم بند کرتے وقت پوری ذمہ داری اور احتیاط سے کام لیں —— متاثر کن واقعات پر فی مضمون دو سو روپے انعام بھی دیا جائے گا۔

"ناقابلِ فراموش واقعات" روانہ کرنے کا پتہ۔

دفتر ماہنامہ طلسماتی دنیا۔ دیوبند۔ یوپی۔



روحانی ڈاک



ایک وقت میں ایک شخص تین سوال کرسکتا ہے
سوال کرنے کے لئے ماہنامہ طلسماتی دنیا
کا خریدار ہونا ضروری نہیں ہے ——

مولوی نصیر احمد —— سورت۔

عملیات و وظائف میں اجازت۔

سوال:۔ عرض خدمت یہ ہے کہ عملیات و وظائف میں کسی سے اجازت لینے کی شرعاً کیا حیثیت ہے؟ اگر کوئی شخص بغیر کسی سے اجازت لئے ہوئے کسی طرح کی کوئی چلہ کشی کرے تو کیا وہ گنہگار ہوگا اور کیا اس کا عمل کامیابی سے ہمکنار نہیں ہوگا —— ازراہ کرم تفصیل سے روشنی ڈالیں۔

جواب:۔ روحانی عملیات کا سلسلہ بہت پرانا ہے ہزاروں سال سے یہ سلسلہ دنیا میں رائج ہے —— یونان، مصر اور عرب کے بعض مخصوص علاقوں سے اس کی ابتدا ہوئی —— لیکن ابتداءً عملیات کا سلسلہ کتابوں کے ذریعہ نہیں سینہ بہ سینہ پھیلا، قدیم زمانہ میں علم اور تحریر کو فروغ بھی حاصل نہیں ہوا تھا۔ آج سے دو ہزار سال پہلے کاغذ فراہم نہیں ہوسکتا تھا درخت کے پتوں پر اور درختوں کی چھالوں کی مخصوص صورتوں پر لکھنے لکھانے کا سلسلہ تھا۔

بھوج پتر ان ہی صورتوں کی یاد دلاتا ہے۔ آج سے پندرہ سو سال پہلے رامائن بھی اسی بھوج پتر پر لکھی گئی تھی، بہرکیف چونکہ کتابی علم ناپید تھا اس لئے لوگوں کو علم کا حصول سینہ بسینہ ہی ہوا کرتا تھا، عملیات بھی لوگ براہ راست کسی سے سیکھنے پر مجبور تھے مطلوبہ مشق و تمرین کے بعد معلم متعلم کو عمل کرنے کی اجازت دیا کرتا تھا —— اجازت اس لئے بھی دی جاتی تھی تاکہ متعلم میں حوصلہ اور جرأت پیدا ہوجائے اور وہ بوجہ اجازت خود کو مستحق عمل سمجھنے لگے۔

اس کے بعد دنیا میں جب کتابوں کا چلن عام ہوگیا اور عاملین کے روحانی فارمولے اور نسخے کتابوں میں چھپ کر عام ہوگئے اور کتابیں لکھنے والے عاملین دنیا سے رخصت ہوگئے تو بعد میں پیدا ہونے والے اس فن کے طالب علموں کو پریشانی لاحق ہوئی کہ عمل کی اجازت کس سے لیں یا بغیر اجازت عمل کی شروعات کردیں، آداب اور اصول کا لحاظ [illegible] ہوئے اس فن کے طالب علموں نے یہ کیا کہ عملیات کا فن تو اسلاف کی کتابوں ہی سے سیکھا لیکن اپنے بعد کے مشائخ [illegible] ات کی اجازت طلب کی اس سے انھیں دو فائدے ہوئے ایک تو دوران عمل کوئی بھول چوک ہوجانے پر انھیں متنبہ کر [illegible] ے والا ایک رہنما مل گیا۔

دوسرے ان کے قلب کو یہ اطمینان حاصل رہا کہ اتنا عظیم کام وہ من مانی کے ساتھ نہیں کر رہے ہیں بلکہ بزرگوں کی اجازت اور سرپرستی انھیں حاصل ہے۔

پھر اس کے بعد یہ ہوا کہ بعض مشائخ نے اپنے تجربات کتابوں میں شائع کرتے وقت بعض شرائط کے ساتھ اجازت کو عام کر دیا کہ جو بھی ان شرائط کو ملحوظ رکھے اسے صاحب کتاب کی طرف سے عمل کرنے کی اجازت حاصل ہے کسی اور سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں۔

اس اجازت عام سے نقصان بھی ہوا اور وہ اس طرح کہ ہر کس و ناکس نے عملیات کے فن کو اپنا لیا اور اس فن کی درگت بن کر رہ گئی، بعثت اسلام کے بعد بعض مشائخ اور اسلاف نے پھر اجازت کو ضروری قرار دیدیا تاکہ نا اہل لوگ اس فن کا ناجائز فائدہ نہ اٹھا سکیں اور ان کتابوں کو دریا برد کر دیا گیا جن میں اجازت عام کی تحریریں چھپی ہوئی تھیں ـــ اس طرح عملیات کے کافی دفتر ضائع ہو گئے ـــ اور اس کے بعد پھر اس فن کی نشاۃ ثانیہ سینہ بہ سینہ ہوئی۔

اب اس زمانہ میں آجایئے جس میں ہم اور آپ موجود ہیں اپنے ارد گرد نظر ڈال کر دیکھئے کہ بڑے سے بڑا نا اہل تعویذ گنڈے اوراد و وظائف میں مصروف ہے نہ کوئی استاذ ہے اور نہ کسی ـــ صاحب فن سے اسے اجازت حاصل ہے لیکن دکان اس کی دھڑا دھڑ چل رہی ہے ـــ اور لوگوں کا وہ دھڑا دھڑ بے وقوف بنا رہا ہے ـــ عدم اجازت کے سلسلے نے بہت ستم توڑا ہے اور نا اہلوں نے چند کتابیں خرید کر اس فن کی مٹی پلید کر کے رکھ دی ہے

اس باب میں خانقاہوں اور دینی مدارس کو بھی بری الذمہ قرار نہیں دیا جاسکتا ہونا یہ چاہئے تھا کہ خانقاہوں اور دینی مدارس میں اس فن کی باقاعدہ تعلیم و تربیت دی جاتی اور اہل لوگوں کو روحانی عملیات کی اجازت دی جاتی، تب یہ ممکن تھا کہ نا اہل لوگ اس میدان میں نہ کودتے اور اگر کودتے تو عوام ان کی طرف رجوع نہیں کر سکتے تھے۔

اس وقت صورت حال یہ کہ اجازت تو درکنار جن لوگوں کو نقش بھرنا نہیں آتا وہ کسی جاننے والے سے یہ پوچھنا بھی گوارہ نہیں کرتے کہ نقش کیسے بھرا جاتا ہے، گاہک انھیں ہر حال میں مل جاتے ہیں ان کا اُلّو ہر حال میں سیدھا ہو جاتا ہے پھر انھیں کیا ضرورت ہے کہ وہ کسی سے کچھ سیکھیں یا کچھ کرنے کی اجازت لیں، اب رہی یہ بات کہ روحانی عملیات میں اجازت کی شرعی حیثیت کیا ہے تو اس کے بارے میں یہ عرض ہے کہ شریعت دھوکہ دہی کی کھل کر مخالفت کرتی ہے اور جب ہم نے کسی سے کوئی علم حاصل نہ کیا ہو اور کسی سے اس کی اشاعت کی اجازت حاصل نہ کی ہو اس کو پھیلانے کی خدمت اپنے ذمہ سے لینا جبکہ ہم اس کے اہل بھی نہ ہوں شرعاً کیسے جائز ہو سکتا ہے۔

ایک شخص ہزار کتابوں کے مطالعہ کے بعد بھی مفتی نہیں ہو سکتا، خواہ وہ مفتیوں سے زیادہ پڑھا ہوا کیوں نہ ہو مفتی تو وہی کہلائے گا جس نے باقاعدہ کسی درس گاہ میں پڑھکر افتاء کی سند حاصل کی ہو اور اس زمانہ میں سند ہی "اجازت نامہ" کہلاتی ہے

اگر کوئی نیک اور پارسا عالم لوگوں کو مرید کرنے لگے اور وہ خود کسی سے مرید نہ ہو نہ اسے مرید کرنے کی اجازت حاصل ہو تو از راہ شریعت اس کا یہ فعل قابل مواخذہ نہ ہو کر بھی از راہ طریقت قابل گرفت ہے اسلئے کہ اسے جب تک پیری مریدی کی لائن سے کسی شیخ اور ولی کامل کی اجازت اور سرپرستی حاصل نہ ہو اور اس نے کسی کے روبرو تقویٰ اور تصوف کی

تربیت حاصل نہ کی ہو اسے ہرگز ہرگز اس بات کا حق نہیں پہونچ سکتا کہ وہ کسی کو اپنا مرید بنائے خواہ وہ کتنا بھی نیک اور متقی کیوں نہ ہو؟

آج کے دور میں کوئی شخص کتابوں کے ذاتی مطالعہ کے بعد ڈاکٹر بن کر بیٹھ جائے اور اسے کچھ شد بد بھی حاصل ہو گئی ہو تو کیا شریعت اسلامی اسے ڈاکٹری کا کام کرنے کی اجازت دیدیگی؟ ظاہر ہے کہ نہیں اور ہرگز نہیں، اسلامی شریعت دھوکہ دہی کی سراسر مخالفت کرتی ہے اور بغیر شاگرد بنے وہ کسی کو استاذ بننے کی اجازت کبھی دے نہیں سکتی، فلہذا روحانی عملیات کے سلسلہ میں بھی شریعت کا تقاضا یہی ہوگا کہ پہلے کسی سے اجازت حاصل کرو پھر اس میدان میں آؤ تاکہ اپنے علم کے نقص اور اپنی جہالت کی وجہ سے خدا کی مخلوق کو نقصان نہ پہونچا سکو۔

آپکے سوال کا اصولی جواب یہ ہے کہ جو آیات و عملیات احادیث و قرآن سے ماخوذ ہیں ان کی کسی سے اجازت لینے کی مطلق ضرورت نہیں، صرف صحتِ الفاظ و معنیٰ کا لحاظ رکھنا ضروری ہے، لیکن جو مخصوص قسم کے عملیات اسلاف اور مشائخ سے منسوب ہیں انھیں انجام دینے کے لئے کسی صاحب فن سے یعنی جو ان عملیات کا باقاعدہ عامل ہو اجازت حاصل کرنا ضروری ہے، اگر اجازت حاصل نہیں کی گئی تو اس کا عمل کس قدر بھی مخلصانہ کیوں نہ ہو خیر و برکت سے محروم رہے گا ـــ اور درمیان عمل میں اسے خود بھی نقصان پہنچ سکتا ہے ـــ اس لئے کہ جب کوئی بچہ بغیر کسی بڑے کے سہارے کے چلنا شروع کر دیتا ہے تو اس کے گرنے کے امکانات زیادہ ہوتے ہیں ـــ اجازت درحقیقت ایک طرح کا سہارا ہے اور یہ حوصلہ افزائی کا ایک موثر ذریعہ بھی ہے۔

عملیات میں زکوٰۃ کی اہمیت۔

سوال ۲ ایضاً

دوسری دریافت طلب بات یہ ہے کہ عملیات میں زکوٰۃ کی کیا حیثیت ہے؟ کیا زکوٰۃ ضروری ہے اکثر سننے میں آتا ہے کہ زکوٰۃ کی ادائیگی کے بغیر عمل ناقص رہتا ہے؟ زکوٰۃ کس طرح ادا کی جاتی ہے مثلاً ہم قرآن حکیم کی کسی آیت کے عامل بننا چاہتے ہیں تو اس کی زکوٰۃ کس طرح ادا ہوگی؟ یا ہم کسی اسم یا حرف کی زکوٰۃ دینا چاہتے ہیں تو اس کی تعداد کا تعین ہم کس طرح کریں؟ ازراہِ کرم تفصیل سے روشنی ڈالیں۔

جواب ۲

آپ نے ٹھیک ہی سنا ہے، ہر عمل کی زکوٰۃ ضروری ہے اس کے بغیر عمل میں تاثیر پیدا نہیں ہو سکتی اور اگر تاثیر پیدا ہو جائے تو وہ صرف اتفاقی بات ہے۔

مشائخ نے مختلف چیزوں کی مختلف زکوٰۃ متعین کی ہے، مثلاً اسماء الٰہی کی زکوٰۃ کے مختلف طریقے ہیں، مشہور و معروف طریقہ تو یہ ہے کہ ہر دن میں سوا لاکھ مرتبہ پڑھا جائے اس طرح چالیس دن پورے ہونے پر زکوٰۃ ادا ہو جائے گی لیکن فی زمانہ طبائع مشقت اور زحمت سے دامن بچاتی ہیں اور موجودہ زمانہ کا ہر انسان مشاغل اور گوناگوں ذمہ داریوں میں اس درجہ گھرا ہوا ہے کہ زیادہ تعداد میں وظیفہ وغیرہ پڑھنا اس کے لئے ممکن نہیں ہے۔ اس لئے مشائخ نے زکوٰۃ کے مختلف طریقے بتا دیئے ہیں کبیر، اکبر، کبائر، اور اکبر کبائر، اسی طرح صغیر، اصغر، صغائر، اصغر صغائر۔

ان میں سے جو بھی زکوٰۃ عامل اپنی افتادِ طبع اور سہولت کے حساب سے ادا کرے گا، ادا ہو جائے گی، مثلاً اسمائے الٰہی میں سے ایک اسم عزیز ہے اس کے اعداد ۹۴ ہیں اور اس کے حروف ۴ ہیں اب ۹۴ کو ۴ سے ضرب دیا تو حاصل ضرب ۳۷۶ آیا ۳۷۶ مرتبہ پڑھنے سے زکوٰۃ کبیر ادا ہوگی۔

زکوٰۃ ادا کرنے کا قاعدہ یہ ہے کہ چالیس روز تک بہ نیت زکوٰۃ روزانہ ۳۷۶ مرتبہ "یا عزیزُ" پڑھے زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔

زکوٰۃ کبیر کے اعداد کو ۴ سے ضرب دیں، جو بھی حاصل ضرب آئے اتنی تعداد میں چالیس روز تک یا عزیزُ پڑھنے سے زکوٰۃ اکبر ادا ہوگی، مثلاً ۳۷۶ کو ۴ سے ضرب دیا تو حاصل ضرب ۱۵۰۴ آیا معلوم ہوا کہ روزانہ ۱۵۰۴ مرتبہ یا عزیزُ پڑھنا ہوگا۔

اسی طرح زکوٰۃ اکبر کی تعداد کو ۴ سے ضرب دینے پر جو تعداد بطورِ حاصل ضرب آئے گی وہ زکوٰۃ کبائر کہلائے گی، ۱۵۰۴ کو ۴ سے ضرب دیا تو حاصل ضرب ۶۰۱۶ آیا، اتنی مرتبہ روزانہ پڑھنے سے زکوٰۃِ کبائر ادا ہوگی اسی طرح ۶۰۱۶ کو ۴ سے ضرب دیں گے تو ۲۴۰۶۴ حاصل ضرب آئے گا اتنی مرتبہ روزانہ چالیس دن تک پڑھنے سے اکبر کبائر زکوٰۃ ادا ہوگی۔

زکوٰۃ صغیر کا قاعدہ یہ ہے کہ اسم عزیز کے اعداد ۹۴ ہیں چالیس روز تک ۹۴ مرتبہ روزانہ پڑھیں یہ زکوٰۃ صغیر ہے ۹۴ کا نصف کرلیں ساڑھے ۴۶ بیٹھا، ۴۷ سمجھیں، یہ زکوٰۃ اصغر ہے، ۴۷ کو ۶۴ مان کر نصف کرلیں ۳۲ حاصل تفریق نکلا یہ زکوٰۃ صغائر ہوئی، ۳۲ کو نصف کرلیں تو ۱۶ برآمد ہوا یہ زکوٰۃِ اصغرِ صغائر ہوئی، گویا کہ یا عزیز کی زکوٰۃ کی کم سے کم مقدار ۱۶ مرتبہ روزانہ پڑھنا ہے۔

اگر اسمار کی زکوٰۃ اعداد اسمار کی بنا پر لمبی بیٹھے اور اس کا روزانہ پڑھنا ناممکن ہو تو پھر بہتر ہے کہ زکوٰۃ صغیر ادا کی جائے زکوٰۃ کی ادائیگی کے بعد عامل اپنے نام کے اعداد کی تعداد کے مطابق اس اسم کو روزانہ پڑھتا رہے تاکہ عمل کی قوت سلب نہ ہو۔ (واللہ اعلم)

نقش نویسی میں حکمت کیا ہے؟

سوال ۳ ایضاً

میرا تیسرا سوال یہ ہے کہ بزرگوں نے آیاتِ قرآنی کے نقوش جو بنائے ہیں ان کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ اور نقش نویسی میں کیا حکمت ہے؟ اور آیات کو عاملین جو مخصوص قاعدے کے مطابق اعداد میں بدل دیتے ہیں تو کیا ان اعداد کے پڑھنے سے یا رٹنے سے وہی اثرات مرتب ہوں گے جو آیات کی تلاوت سے ہوتے ہیں، مثلاً ہم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھنے کے بجائے اگر ۷۸۶ پڑھتے رہیں تو کیا بسم اللہ پڑھنے کا ثواب حاصل ہو جائے گا، ازراہِ کرم اس بارے میں میری الجھن کو دور فرما کر شکریہ کا موقع دیں۔

جواب ۳

اگر میں آپ سے یہ سوال کروں کہ خمیرہ مروارید کے بنانے کا جو طریقہ دنیائے طب میں رائج ہے اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ تو آپ کا جواب کیا ہوگا۔؟

آپ ظاہر ہے کہ یہی جواب دیں گے کہ خمیرہ مروارید کا طریقہ کار منجملہ دینیات نہیں ہے کہ ہم اس کی شرعی پوزیشن معلوم کریں. بعینہٖ یہی جواب ہمارا بھی ہے کہ تعویذ گنڈوں کا موضوع باب اسلام کا کوئی حصہ نہیں ہے کہ ہم اس فکر میں دبلے ہوں کہ آیا نقش نویسی شرعاً جائز ہے یا ناجائز۔

دنیا میں علاج امراض کے متعدد طریقے رائج ہیں ان میں سے ایک روحانی علاج بھی ہے اور اس فن کے ماہرین نے علاج کے سلسلے میں جو طریقے مشخص کئے ہیں ان ہی میں سے ایک طریقہ نقش نویسی بھی ہے۔

نقش کے یہ معنی ہیں کہ ہم کوئی آیت یا وظیفہ وغیرہ پڑھنا چاہتے ہیں مگر کسی معذوری یا مجبوری کی وجہ سے پڑھ نہیں سکتے تو عاملین نے نقش کا سلسلہ شروع کیا اور یہ بات طے شدہ ہے کہ جو فائدہ کسی عمل کے پڑھنے سے حاصل ہوگا بعینہٖ وہی فائدہ اس عمل کی نقش نویسی سے بھی حاصل ہوگا۔

مثلاً کوئی شخص بسم اللہ کا عمل کرنا چاہتا ہے اور اسے معلوم ہوا کہ سو مرتبہ روزانہ بسم اللہ پڑھنا ہے مگر کسی وجہ سے وہ روزانہ بسم اللہ پڑھنے سے معذور ہے اس نے بسم اللہ پڑھنے کی بجائے روزانہ ۷۸۶ کو سو مرتبہ الگ الگ کاغذ کے سو ٹکڑوں پر لکھا تو اسی طرح بھی اسے مقصد حاصل ہو جائے گا۔

بعض عقلمند قسم کے لوگ یہ اعتراض کرتے دکھائی دیتے ہیں کہ ۷۸۶ کے اعداد بسم اللہ کا بدل نہیں ہو سکتے. ایسے لوگوں کی عقلمندی پر ماتم کرنے کو دل چاہتا ہے — جن بزرگوں نے حروف کو اعداد سے بدلنے کا فن ایجاد کیا تھا وہ موجودہ زمانہ کے روایتی عقلمندوں سے زیادہ علم وعقل رکھتے تھے، انھیں معلوم تھا کہ اعداد کبھی الفاظ کا بدل نہیں ہو سکتے لیکن بے شمار مصلحتوں کے پیش نظر انھوں نے الفاظ کو اعداد سے بدلنے کا طریقہ ایجاد کیا۔ یہ بھی واضح رہے کہ الفاظ کو اعداد سے بدلنے کا طریقہ صرف لکھنے تک محدود ہے. مثلاً کوئی شخص بسم اللہ پڑھنے کے بجائے ۷۸۶ زبان سے ادا کرکے کوئی کام شروع کرے گا تو ہرگز ہرگز معتبر نہ ہوگا

لیکن لکھنے کی حد تک ۷۸۶ کو بسم اللہ کا قائم مقام از روئے قانون اعداد کے علاوہ نیت قلبی کی وجہ سے بھی جائز قرار دیا گیا ہے — ۷۸۶ لکھنے والے کی نیت بسم اللہ ہی ہوا کرتی ہے، ایک فلسفی قسم کے صاحب ایک بار یہ فرمانے لگے کہ ۷۸۶ تو ہرے کرشن کے اعداد ہیں میں نے ان سے کہا کہ بے شک ہیں لیکن مسلمانوں میں کون بے وقوف ۷۸۶ لکھتے وقت ہرے کرشن کا تصور کرتا ہے، ہر مسلمان ۷۸۶ بطور بسم اللہ لکھتا ہے، لہٰذا اسکی نیت قلبی کی وجہ سے ۷۸۶ کو بسم اللہ ہی کے قائم مقام مانا جائے گا، پرانے زمانہ میں دستور تھا کہ جہاں کسی مضمون کا حاشیہ ختم ہوتا وہاں ۱۲ لکھدیا کرتے تھے. ۱۲ سے مراد اس دوبارہ نہیں ہوا کرتے تھے بلکہ ۱۲ سے مراد "حد" ہوا کرتا تھا، حد کے اعداد ۱۲ ہی ہوتے ہیں ح کے ۸ اور د کے ۴، ۸ اور ۴ ہوئے ۱۲۔

موجودہ زمانہ میں ۷۸۶ بسم اللہ کی بجائے اس قدر کثرتِ تواتر کے ساتھ لکھا جانے لگا ہے کہ اب اس پر اعتراض کی گنجائش باقی نہیں رہ گئی ہے — اور ۷۸۶ لکھنے والے کی نیت بنام جہاں دار جاں آفریں ہی ہوتی ہے۔

بالکل یہی حال نقش نویسی کا بھی ہے قرآن حکیم کی آیات کے اعداد نکال کر ایک خاص قانون کے تحت نقوش بھرے جاتے ہیں اور نقوش بھرنے والے کی نیت یہی ہوتی ہے کہ قرآن کی آیات کا نقش بنا رہا ہوں — اور عامل کے نیت کی

کے نقوش سے ممکن تھا۔ جو آیات کے نقوش سے ممکن تھا۔

نقوش کا طریقہ بزرگوں نے اس لئے بھی ایجاد کیا تاکہ قرآن کی توہین اور بے ادبی نہ ہونے پائے، ہاتھ پر ایسا تعویذ بندھا ہوا ہو جس پر قرآن کی آیت لکھی ہوئی ہو تو اس تعویذ کا بیت الخلاء وغیرہ میں باندھ کر جانا خلوت وغیرہ کرنا از روئے ادب ناجائز ہے لیکن اگر آیت کو اعداد میں بدل کر نقش بنالیا گیا ہے تو اس نقش کو باندھ کر بیت الخلاء وغیرہ میں جاسکتے ہیں، اور خلوت وغیرہ بھی کرسکتے ہیں ـــ کیونکہ اعداد حروف کے نائب ہیں اور نائب کی وہ حیثیت نہیں ہوتی جو اصل کی ہوتی ہے بزرگوں نے نقش وغیرہ اس لئے بھی ایجاد کئے ہیں تاکہ عاملین اپنے مجرب تعویذات کو عام لوگوں سے مخفی رکھ سکیں صرف اعداد دیکھ کر یہ اندازہ کرلینا مشکل ہوتا ہے کہ یہ نقش کس آیت کریمہ کا بنا ہوا ہے۔

مشائخ نے نقش نویسی کا فن ایجاد کرکے اعمال کو نااہل لوگوں سے پوشیدہ رکھنے کا گر بھی بتادیا ہے دوسرے آیات قرآنی کو بے حرمتی سے محفوظ رکھنے کی ترکیب بھی سمجھادی ہے، مشائخ کی اس مخلصانہ روش کو داد تحسین دینے کے بجائے اعتراضات کی موشگافیوں میں الجھ جانا کسی بھی سنجیدہ اور صاحبِ فہم کو زیبا نہیں دیتا ـــ آپ سے استدعا ہے کہ آپ اس سلسلہ میں غلط فہمی کی دلدل سے باہر نکلیں اور ہزاروں پارسانِ خدا کے معمولات پر شبہات کے جرم عظیم سے خود کو بچائیں ـــ

از ثریا بیگم خورجہ

سوال ۴ ـــ کند ذہنی

میرا بچہ بہت کند ذہن ہے میں چاہتی ہوں کہ اس کا یہ مرض دور ہوجائے اس سلسلہ میں مجھے کیا کرنا ہوگا، اگر آپ کوئی علاج تجویز کردیں یا تعویذ بھجوادیں تو عنایت ہوگی۔

جواب ۴ طلسماتی دنیا کے اسی شمارے میں حضرت شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنیؒ کا ایک قیمتی مضمون شائع کیا جارہا ہے، حضرت نے کند ذہن کا علاج تجویز کیا ہے اس پر عمل کریں، علاوہ ازیں بارش کے پانی پر ۱۰۰ مرتبہ سورۂ الم نشرح پڑھ کر دم کرکے بچہ کو ایک ماہ تک پلائیں انشاء اللہ کند ذہنی کی شکایت دور ہوگی۔

از تنویر احمد فیض آباد

سوال ۵ ـــ ادائیگی قرض

میں ایک ملازم پیشہ آدمی ہوں، میری تنخواہ ۱۲ سو روپے ماہانہ ہے میرے اوپر ـــ کئی یتیم بچوں کی ذمہ داری بھی ہے اور میرے اپنے بھی دو بچے اور ایک بیوی ہے میں حالات کی پریشانی اور آمدنی کی کمی کی وجہ سے ہزاروں روپے کا مقروض ہوں دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ میری غیب سے مدد فرمائے اور کوئی ایسا وظیفہ مجھے بتائیں کہ میں آسانی سے پڑھ سکوں اور مجھے اللہ تعالیٰ قرض سے نجات عطا فرمادے، میں آپ کی رہنمائی کے لئے آپ کا مشکور ہوں گا۔

جواب ۵ میں آپ کے لئے دعا کروں گا کہ حق تعالیٰ آپ پر اپنا فضل فرمائے اور آپ کی تمام مشکلات کو رفع فرمادے۔ قرض کی ادائیگی کے لئے یا مسبب الاسباب، پانچ سو مرتبہ رات کو ۱۲ بجے کے بعد صحن میں کھڑے ہوکر یا ایسی جگہ کھڑے ہوکر پڑھیں کہ آپکے سر پر آسمان ہو کوئی چھت وغیرہ نہ ہو، اور یہ وظیفہ ننگے سر ہوکر پڑھیں، سر پر ٹوپی یا رومال وغیرہ نہ ہو، اور اپنے

مالک اور رازق پر کامل بھروسہ رکھیں سات روز تک لگاتار پڑھیں درمیان میں ناغہ ہوجائے تو کوئی مضائقہ نہیں لیکن کوشش کریں کہ ناغہ نہ ہو اور اگر ہو تو ایک روز سے زیادہ ناغہ نہ ہو، انشاء اللہ جلد ہی اللہ تعالیٰ غیب سے آپ کے لئے انتظام فرمائیں گے اور آپ کو قرض کی لعنت سے نجات حاصل ہوجائے گی۔

ایضاً

سوال ۶ حصولِ زر کے لئے وظیفہ

مجھے ایسا کوئی عمل بتادیں کہ میں اسے پابندی کے ساتھ پڑھتا رہوں اور اس کی برکت سے میری غربت مالداری میں بدل جائے اور میرے لئے اللہ وسائل اور ذرائع پیدا کردے، بہر حال وہ قادر مطلق ہے۔

جواب ۶ عشاء کی نماز کے بعد روزانہ وتروں سے پہلے ان پانچوں اسماء کو ایک سو ایک[101] مرتبہ اول و آخر ۱۱، ۱۱ مرتبہ درود شریف کے ساتھ پڑھا کریں کچھ عرصہ کے بعد حصولِ زر کے دروازے کھل جائیں گے، اور ایسی ایسی جگہ سے یافت ہوگی کہ جہاں آپ کا کوسوں گمان بھی نہیں ہوگا۔ اسماء یہ ہیں یا حافظ، یا ناظر، یا شافی، یا حی، یا مالک۔

ایضاً

سوال ۷

ازراہِ کرم کوئی نقش بھی بناکر بھجوادیں کہ گھر میں خیر و برکت رہے اور آمدنی میں اضافہ ہو، میں خالی اوقات میں چھوٹی موٹی تجارت کرتا رہتا ہوں لیکن اکثر نقصان ہوجاتا ہے یا پھر مال کی عدم فروختگی کی وجہ سے مشکلات پیدا ہوجاتی ہیں تعویذ کے لئے جو ہدیہ آپ فرمائیں گے وہ میں روانہ کردوں گا۔

جواب ۷ اپنا پورا نام والدہ کا نام اور تاریخ پیدائش لکھ کر روانہ کریں، انشاء اللہ روحانی مرکز دیوبند سے آپکو ایسا نقش بھجوا دیں گے کہ جو آپ کے لئے باعث خیر و برکت ثابت ہوگا اور آپکی تجارت کو انشاء اللہ فروغ حاصل ہوگا ـــ نقش منگانے کے لئے پتہ لکھا ہوا لفافہ ضرور بھیجیں۔

خالدہ تبسم ـــ مظفر نگر

اوپری اثرات

سوال ۸ ہمارا مکان بہت پرانی تعمیر کا مکان ہے اور بہت بڑا مکان ہے، ہم اپنے بڑوں سے سنتے آئے ہیں کہ اس مکان میں جنات کا اثر ہے لیکن کبھی ہمیں کوئی جن آج تک نظر نہیں آیا البتہ گھر میں خیر و برکت نہیں ہے، گھر کے افراد بیمار رہتے ہیں ـــ بچے بالعموم بیمار رہتے ہیں کچھ نحوست سی بھی رہتی ہے براہ کرم کوئی علاج بتائیں۔

جواب ۸ لوہے کی چار کیلوں پر ایک ایک مرتبہ آیۃ الکرسی ۲۱، ۲۱ مرتبہ سورہ طارق کی آخری دو آیات پڑھ کر پھونک دیں اور گھر کے چاروں کونوں میں گاڑ دیں، نیز ۲۱ دن تک سورہ بقرہ روزانہ اس گھر میں پڑھنے کا اہتمام کریں انشاء اللہ شیطانی اثرات سے نجات حاصل ہوگی اور گھر کی نحوست دور ہوجائے گی۔

ہر حال میں اللہ پر بھروسہ رکھیں اور نماز بعد تلاوت قرآن کی پابندی رکھیں۔

از زاہدہ خلیل جے پور

سوال ۹ لڑکی کے رشتہ کے لئے۔

میری لڑکیوں کے رشتے نہیں آتے کوئی عمل بتائیں کہ میری لڑکیوں کے رشتہ آجائیں۔

جواب ۹ آپ چالیس روز تک یہ عمل کریں کہ صبح کو دس بجے نماز چاشت کی ۴ نفلیں پڑھنے کے بعد سورہ فاتحہ اس طرح پڑھیں کہ جب ایاک نعبد و ایاک نستعین پر پہونچیں تو اس آیت کو ۱۱ مرتبہ پڑھیں، اور پھر سورۃ پوری کرکے پانی پر دم کریں، اسی طرح ۱۱ مرتبہ پڑھیں اور ہر بار پانی پر پھونکتی رہیں اس کے بعد یہ پانی لڑکیوں کو پلادیں، اسی طرح چالیس روز تک کرتی رہیں، انشاء اللہ دوران عمل یا عمل پورا ہونے کے ۔۔ ایام کے بعد رشتے آنے شروع ہوجائیں گے۔ انشاء اللہ

سوال ۱۰ بچے کے دل میں سوراخ۔

از نجمہ اختر انصاری، دہرہ دون

میرا ایک بچہ جس کی عمر تقریباً پانچ سال ہے، اکثر بیمار رہتا ہے، ڈاکٹروں نے اس کے دل میں سوراخ بتایا ہے، ڈاکٹری علاج اس کا جاری ہے آپ کوئی روحانی علاج تجویز فرمادیں ممکن اس سے شفا حاصل ہو۔

جواب ۱۰

۱۱ ہزار مرتبہ یہ آیت فَاَوحیٰ اِلیٰ عَبدِہٖ مَا اَوحیٰ ۰ مَا کَذَبَ الفُؤَادُ مَا رَاٰی پڑھیں۔ اول وآخر ۱۱، ۱۱ مرتبہ درود شریف پڑھیں یہ تمام عمل ایک ہی نشست میں پورا کریں اور آدھی کلو شہد خالص پر دم کرکے رکھ لیں اور یہ شہد صبح وشام بچے کو ایک انگلی چٹائیں، انشاء اللہ شہد ختم ہونے سے پہلے دل کی حالت درست ہوجائے گی اور حیرت انگیز طور پر شفا حاصل ہوگی، اللہ پر بھروسہ اور یقین کامل روحانی علاج میں شرط اول ہے۔

سوال ۱۱ سفر میں عافیت وکامیابی۔

از محمد زبیر بارہ بنکی

میں اکثر سفر میں جاتا رہتا ہوں اور کئی بار میں دوران سفر میں حادثوں کا شکار ہوتے ہوتے بچا ہوں، کئی بار میرا سفر کے دوران مالی نقصان بھی ہوا ہے برائے مہربانی مجھے کوئی ایسا تعویذ بھجوادیں کہ میں سفر کے دوران پوری طرح محفوظ رہوں، اور مجھے دوران سفر مالی فائدہ بھی ہو، یا پھر کوئی ایسا عمل بتادیں کہ میں خود اسے کرلوں اور مجھے فائدہ پہونچیں، آپ کا کرم ہوگا۔

جواب ۱۱ سفر پر جاتے وقت دو نفلیں پڑھیں اور اسم یا حفیظ ۹۹۸ مرتبہ پڑھیں اور شروع آخر میں ۹ – ۹ مرتبہ درود شریف پڑھیں، اس کے بعد اپنے اوپر دم کرلیں۔

اس عمل کے بعد سفر پر چلے جائیں اور جس وقت گھر سے باہر قدم نکالیں تو یہ کلمات زبان سے ادا کریں، بسم اللہ توکلت علی اللہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

انشاء اللہ تعالیٰ سفر بخیر وخوبی تمام ہوگا، جس مقصد کے لئے جائیں گے اس میں کامیابی ہوگی اور راستے میں کسی بھی طرح کی کوئی پریشانی پیش نہیں آئیگی اور ایک فائدہ یہ بھی ہوگا کہ آپکے افراد خانہ آپکی غیر موجودگی میں ہر طرح سے محفوظ رہیں گے۔

درس اول

درسِ عملیات

یوں تو روحانی عملیات کی تاریخ بہت پرانی ہے۔ لیکن فی زمانہ اسے جو فروغ اور پھیلاؤ نصیب ہوا ہے وہ زمانہ ماضی میں نصیب نہیں تھا —— آج روحانی علاج بھی دوسرے علاجوں کی طرح انسان کی زندگی کا جزو بن چکا ہے۔ ایلوپیتھ، ہومیوپیتھ اور طب یونانی کی طرح روحانی علاج بھی موجودہ دور میں مقبولیت عام حاصل کرچکا ہے۔ ہندوستان کا کوئی ضلع، کوئی شہر، کوئی گاؤں اور یہ کہا جائے تو مبالغہ نہیں ہوگا کہ کسی شہر کا کوئی محلہ ایسا نہیں ہے کہ جہاں تعویذ گنڈے اور جھاڑ پھونک کرنیوالے موجود نہ ہوں۔ باقاعدہ نہ سہی تو بے قاعدہ ہی سہی مسجد کے امام اور مؤذن تو اس خدمت میں مصروف ضرور ملیں گے۔

اس وقت روحانیت کا موضوع کتب خانوں میں بھی ایک مخصوص اہمیت حاصل کرچکا ہے۔ چھوٹی بڑی بے شمار کتابیں اس موضوع پر طبع ہوچکی ہیں۔ اور اس موضوع پر نت نئی کتابوں کی اشاعت وطباعت کا سلسلہ ہنوز جاری ہے۔ ماہانہ رسالوں اور پندرہ روزہ اخباروں میں بھی کسی نہ کسی انداز میں روحانی موضوعات کا سلسلہ زیر قلم نظر آتا ہے۔ یہ سب کچھ اس بات کا بین ثبوت ہے کہ ہمارے ملک کی اسّی فیصد آبادی روحانیت میں دلچسپی رکھتی ہے اور روحانی قدروں کی شدت سے قائل ہے۔ لیکن بایں ہمہ تعویذ گنڈوں اور روحانیت کی مخالفت بھی کافی زور شور کے ساتھ کی جاتی رہی ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ روحانیت پر یقین رکھنے والوں کو توہم پرست گرداننا اور ان پر وہمی اور دقیانوسی کی پھبتی کسنا بھی دوسرے فیشنوں کی طرح اس دور کا ایک فیشن ہے۔ مغربی تہذیب نے جہاں ہماری دوسری تاریخی روایات کو تہس نہس کیا ہے وہیں اس نے روحانی عظمتوں کو بھی منہ چڑانے کی کوشش کی ہے۔ چنانچہ مغرب زدہ لوگوں کو بالعموم روحانیت پر فقرے کستے دیکھا گیا ہے —— دوسری طرف ہمارے مسلم سماج میں ایسے نیک اور پاک باز لوگوں کی بھی اچھی خاصی تعداد ہے جو تعویذ گنڈوں کو شرک تصور کرتے ہیں۔ —— اگر تعویذ گنڈے واقعۃً شرک کے قبیل سے ہوتے تو حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رح، اعمالِ قرآنی، شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی رح، بیاضِ حسینی اور عارف باللہ حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ شفاء العلیل، مرتب کرکے امت مسلمہ کو گمراہ کرنے کا فریضہ انجام نہ دیتے۔ لاتعداد کتابیں ہمارے اسلاف کے قلم سے لکھی ہوئی آج بھی کتب خانوں کی زینت بنی ہوئی ہیں —— اور فیض اٹھانے والے ان سے فیض اٹھا رہے ہیں، ہزاروں، لاکھوں، کروڑوں بزرگان دین نے روحانی علاج کے ذریعہ عوام کی خدمات انجام دی ہیں۔ اگر یہ کام از قبیلۂ شرک ہوتا تو اسلاف سے اس بات کی توقع ممکن نہ تھی کہ وہ اسے ہاتھ بھی

لگاتے۔ جب کہ یہ حضرات شرک اور بدعت سے کامل طور پر منحرف تھے۔

دراصل شرک یہ ہے کہ ہم کسی بھی چیز کو فی نفسہٖ مؤثر تصور کرنے لگیں۔ اگر تعویذ کو فی نفسہٖ مؤثر سمجھا جانے لگے تو بیشک یہ شرکِ مبین ہوگا۔ لیکن ایک تعویذ ہی کیا اگر ہم کسی ٹیبلیٹ، کسی کیپسول، کسی انجکشن یا کسی بھی نسخے یا فارمولے کو فی نفسہٖ مؤثر سمجھنے لگیں اور یہ خیال کرنے لگیں کہ فلاں دوا سے ہمیں شفا اور صحت نصیب ہوئی ہے تو یہ بھی کھلے شرک کے مترادف ہوگا۔ کیوں کہ ایک تعویذ ہی کیا دنیا کی کوئی بھی چیز فی نفسہٖ مؤثر نہیں ہے۔

دنیا کے ہر معاملہ میں تمام تر اسباب اختیار کر لینے کے باوجود از راہِ عقیدہ یہ بات مسلّم ہے کہ "ہوگا وہی جو اللہ چاہیگا" اس دنیا کی کوئی بھی چیز فی ذاتہٖ مؤثر نہیں ہے، بلکہ نفع و نقصان پہنچانے کی صلاحیت رکھنے کے باوجود اس کائنات کی ہر ہر چیز اللہ کی مرضیات کی خواہی نخواہی تابع ہے۔ زہر میں مار ڈالنے کی اور تریاق میں زندگی بخشنے کی صلاحیت بیشک موجود ہے۔ لیکن اس دنیا کے ہزاروں مشاہدات یہ بتاتے ہیں کہ زہر کھا کر لوگ زندہ رہے اور تریاق کھا کر مر گئے۔ اور ایسا اسی لیے ہوتا ہے کہ خدا کی قدرت دنیا کی تمام مؤثر حقیقتوں سے بالاتر ہے اور ہر مؤثر شئے اپنا اثر و نفوذ قائم کرنے کے لیے اللہ کی اذن کی پابند ہے۔ لاریب، چھُری میں کاٹنے کی صلاحیت ہے لیکن چھُری اسوقت کاٹتی ہے جب اللہ چاہے۔ بلاشبہ آگ میں جلانے کی صلاحیت ہے، لیکن آگ اسی وقت کسی کو بھسم کر سکتی ہے جب اللہ کی مرضی ہو۔ اللہ کی مرضی کسی کو جلانے کی نہ ہو تو یہی آگ اس کے حق میں گل و گلزار بن جاتی ہے۔

بہرکیف! تعویذ گنڈوں اور جھاڑ پھونک کے سلسلۂ عظیم کو شرک سے تعبیر کرنا غیر محتاط طرزِ عمل ہے اور بے شمار آخرت پرست لوگوں پر تہمت اچھالنے کے برابر ہے۔ تعویذ اور جھاڑ پھونک کا سلسلہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بھی تھا لیکن آپؐ اپنے صحابہؓ سے ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ کوئی بھی چیز تقدیرِ الٰہی پر سبقت نہیں لے جا سکتی۔! اور یہ حقیقت بھی ہے کہ ہر چیز تقدیرِ الٰہی کی پابند ہے خواہ وہ دوا ہو یا تعویذ۔ یا ا۔ دنیا کی کوئی بھی حقیقت! دنیا کے تمام حقائق بہر حال تقدیرِ الٰہی کے پابند ہیں۔ کسی کا یہ سمجھ لینا کہ ہم نے تعویذ گلے میں باندھ لیا ہے بس اب کوئی چیز ہمارا بال بھی بیکا نہیں کر سکتی اور کاتبِ تقدیر بھی اب ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا گمراہی اور بدعقیدگی ہے۔ تعویذ کو صرف اسباب کے طریقے سے استعمال کرنا جائز ہے۔ لیکن دل میں یہی یقین ہونا چاہیے کہ میں نے بطورِ سبب اسے اختیار کیا ہے لیکن ہوگا وہ جو ہمارا رب چاہے گا۔

دیکھنے میں یہ بھی آتا ہے کہ بے شمار عملیات کتابوں میں جن کی ذمہ داری کے ساتھ نشاندہی کی گئی ہے تجربہ کرنے پر بے اثر محسوس ہوتے ہیں۔ اسی طرح بے شمار تعویذ جن کی تعریف و تمجید میں صاحبِ کتاب نے اوراق کے اوراق سیاہ کر دیے ہوں جب کوئی عامل یہی نقوش بنا کر طالبین کو دیتا ہے تو طالبین کو کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ اور بسا اوقات یوں بھی اکثر لوگ تعویذ گنڈوں سے بدگمان ہو جاتے ہیں۔ اور یہ سمجھنے لگتے ہیں کہ یہ صرف دھوکہ ہی دھوکہ ہے اور حقیقت ان تعویذوں میں کچھ بھی نہیں ہے۔

بات دراصل یہ ہے کہ روحانیت کا فن بے حد مشقت چاہتا ہے موجودہ زمانہ کے نازک بر اندام عاملوں سے

محنت نہیں ہو پاتی وہ عملیات کے قیود و شرائط کو ۲۵ فی صد بھی پورا نہیں کر پاتے۔ نتیجہ اس صورت میں "بے اثری" کے سوا اور کیا نکلے گا ــــــــــــــ؟

ہم طبِ یونانی کی جب کوئی دوا تیار کرنا چاہتے ہیں تو پہلے پورے فارمولے کو تیار کرتے ہیں۔ اور نسخہ تیار کرنے سے پہلے کسی تجربہ کار حکیم سے بھی رابطہ کرتے ہیں پھر ایک ایک جزو کو حکیم کی ہدایت کے مطابق نسخے میں شامل کرتے ہیں۔ پھر ان کی قاعدے کے مطابق کٹائی پسائی کرتے ہیں ــــــ اور بھی کئی مراحل سے ہمیں گزرنا پڑتا ہے تب کہیں جا کر ایک دوا تیار ہوتی ہے۔ اگر کسی وجہ سے نسخے میں کوئی کمی باقی رہ جاتی ہے یا از راہِ غلطی کوئی ایک جزو شامل نہیں ہو پاتا تو ساری محنت رائیگاں جاتی ہے اور وہ مریض پر اپنا اثر قائم نہیں کر پاتی۔ یہی نہیں بلکہ اگر کسی دوا کو تیار کرنے میں تمام اجزا شامل کر لیے گئے ہوں لیکن ان کے اوزان کو نظر انداز کر دیا گیا ہو تب بھی دوا ناقص رہے گی اور کسی کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکے گی۔ یہ وہ باتیں ہیں جن کا کوئی عقل رکھنے والا آدمی انکار نہیں کر سکتا ــــــ لیکن تعویذات کا فن بے چارہ ایسا فن ہے کہ اس کو حاصل کرنے کے لیے لوگ کسی کی طرف رجوع کرنا پسند نہیں کرتے کسی کے سامنے زانوئے تلمذ تہ نہیں کرتے۔ عملیات کو ان کے طے شدہ شرائط و قیود کے ساتھ نہیں کرتے ــــــ جس کا دل چاہتا ہے اردو کی چند کتابیں خرید کر دھونی رما کر بیٹھ جاتا ہے اور کاروبار شروع کر دیتا ہے ــــــ ان پڑھ عورتیں اور نادان قسم کے مرد اسے عامل سمجھنے لگتے ہیں اور اپنے ارد گرد جاہلوں کا ہجوم دیکھ کر وہ خود بھی اپنے آپ کو عامل سمجھنے کے خبط میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

عوام تو عوام خواص کا بھی یہ حال ہے کہ وہ کسی پیشہ ور عامل سے یہ پوچھنا گوارا نہیں کرتے کہ حضور! تعویذ گنڈوں کی تعلیم آپ نے کس درس گاہ میں حاصل کی ــــ؟ یا پرائیویٹ طور پر آپنے کس استاد سے یہ فن سیکھا؟

لوگ کسی ڈاکٹر کے پاس جاتے ہیں، تو پہلے یہ معلوم کر لیتے ہیں کہ اس نے ڈاکٹری کی تعلیم کہاں حاصل کی ہے اور اس کے بورڈ پر بھی نظر ڈالتے ہیں کہ وہ کہاں کا تعلیم یافتہ ہے اور کون سا کورس پڑھ کر وہ ڈاکٹر بنا ہے، کونسی ڈگری اس کے پاس ہے۔ بی یو ایم ایس یا ایم بی بی ایس؟ اگر ڈاکٹر کے پاس کوئی سند یا سارٹیفکٹ نہ ہو تو پبلک اسے کوئی اہمیت نہیں دیتی۔ اور کوئی اس کی دکان پر چڑھنا بھی پسند نہیں کرتا۔ اسی طرح عوام ایسے کسی حکیم کو نبض دکھانا پسند نہیں کرتے جس کے بارے میں یہ شبہ ہو کہ وہ چند کتابیں پڑھ کر کرسی سنبھال کر بیٹھ گیا ہے۔ مگر ہائے افسوس! تعویذ اور عملیات کے سلسلہ میں لوگ یہ سوچنا بھی گوارہ نہیں کرتے کہ جس کے پاس ہم بغرضِ علاج آئے ہیں۔ وہ کہیں کا سند یافتہ بھی ہے یا نہیں؟ ــــ اور اسے باقاعدہ کسی صاحبِ علم و عمل سے تعویذات کرنے کی اجازت حاصل بھی ہے یا نہیں؟ اور اس کے عامل ہونے کا کوئی ثبوت بھی ہے یا نہیں؟

ہم جانتے ہیں کہ اس فن کو سکھانے کے لیے ابھی تک کوئی درس گاہ دنیا میں کسی جگہ قائم نہیں ہو سکی ہے۔ ایسا عظیم الشان فن کہ جو آج دنیا کے چپے چپے پر بکھرا ہوا ہے۔ اور امریکہ اور برطانیہ جیسے مادہ پرست ممالک میں بھی جس کی پذیرائی جگہ جگہ ہو رہی ہے۔ جسے شیخ الاسلام اور حکیم الامت جیسے حضرات نے اختیار کیا ہے اور جسے اس دور کے اسی فی صد علماء نے بھی اپنا رکھا ہے۔ اس فن کے بارے میں کسی دینی درس گاہ میں کوئی بات نہیں بتائی جاتی۔ کرتے

بھی چلتا تب بھی غنیمت تھا۔ ابتو سب ہی اور سیکھتا کوئی نہیں ـــــ اور صرف سینہ بہ سینہ یہ سلسلہ چل رہا ہے۔ سینہ بہ سینہ حال یہ ہے کہ ایک کتاب پڑھ کر یا، لوگ خود کو عامل خیال کرنے لگتے ہیں اور ایسے ایسے دعوے کرنے لگتے ہیں کہ جن کے ایک ایک حرف سے شرک کی بو آتی ہے۔ اگر کوئی صاحب یہ عذر پیش کریں کہ ہم اس فن کی معلومات کہاں سے حاصل کریں جب اس فن کی معلومات بہم پہنچانے کے لیے کوئی مکتب قائم نہیں ہے تو ہم ان کے اس عذر کو عذرِ لنگ ہی سمجھیں گے۔ ..... لاریب کہ ہندوستان میں ابھی تک کوئی ایسا مدرسہ قائم نہیں ہو سکا ہے کہ جہاں تعویذ گنڈوں کی باقاعدہ تعلیم دی جاتی ہو۔ تاہم ایسی کوئی بستی نہیں ہے جہاں دو چار لوگ اس فن کی باریکیوں سے واقف نہ ہوں۔ ہر شہر میں دو چار لوگ ایسے ضرور مل جائیں گے کہ جو اس فن کی گہرائی سے واقفیت رکھتے ہوں۔

جو لوگ اس فن سے فائدہ اٹھانا چاہتے ہوں یا تعویذ گنڈوں کے ذریعہ مخلوق کی خدمت کرنا چاہتے ہوں ان کیلیے ضروری ہے کہ وہ کسی "عاملِ کامل" سے رجوع کریں۔ تب ہی ان کے لیے اس میدان میں قدم رکھنا جائز ہوگا۔ زندگی بھر اٹکل کے تیر چلانے اور خدا کی سیدھی سادی مخلوق کو اُلّو بنانے سے لاکھ درجہ بہتر یہ ہے کہ آدمی کسی کے سامنے جھکے اور اس سے کچھ سیکھے۔ کچھ نہ جانتے ہوئے نقش بازی کرنا اور اُلٹے سیدھے دعوے کرنا فریب دہی ہے اور اسلام میں اس طرح کی فریب دہی کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

ایک افسوسناک بات یہ ہے کہ چونکہ طبیعتیں آرام طلب اور سہولت پسند ہو کر رہ گئی ہیں۔ اس لیے عملیات کے قیود و شرائط کو یکسر نظر انداز کر کے کام کیا جاتا ہے۔ اور جب ناکامی ہوتی ہے تو خود کو قصوروار سمجھنے کے بجائے اعمال و وظائف ہی کو بے حیثیت قرار دینے کی سعیٔ مذموم کی جاتی ہے۔ حالانکہ انتہائی ذمہ داری کے ساتھ یہ بات کہی جا رہی ہے کہ بزرگوں سے کوئی بھی ایسا عمل اور وظیفہ مروی نہیں ہے جو بالکل ہی بے حیثیت اور بے اثر ہو۔ لیکن اسے کیا کیا جائے کہ اناڑیوں نے اس مقدس فن کو لائقِ ہدف و ملامت بنا کر رکھدیا ہے۔

ہم نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ "ماہنامہ طلسماتی دنیا" میں "درسِ عملیات" کے نام سے اس فن سے دلچسپی رکھنے والوں کے لیے روحانی معلومات کا ایک ذخیرہ فراہم کریں گے اور اس ذخیرے کی حیثیت درس و تدریس کی سی ہوگی۔ تاکہ طالبِ فن کے دل میں بہ سہولت بات اُتر سکے۔ ہم ان شاء اللہ اس بات کی بھرپور کوشش کریں گے کہ "درسِ عملیات" کے ذریعہ فنِ عملیات سے متعلق تمام بنیادی اور ضروری باتوں کا علم فراہم کریں نیز اس فن سے دلچسپی رکھنے والوں کو "عاملِ کامل" بنانے کے لیے مشق و تربیت اور چلّہ کشی کے آسان طریقے بھی تجویز کیے جائیں۔ لیکن ہر چیز رفتہ رفتہ اپنے وقت پر پیش کی جائے گی ذیل میں "درسِ اوّل" کی حیثیت سے کچھ باتیں نقل کیجا رہی ہیں ناظرین سے گزارش ہے کہ انہیں ذہن نشین کرلیں

(ج۔ ۵)

اس فن کی سب سے بنیادی چیز یہ ہے کہ طالبِ فن کو حروفِ تہجی کے اعداد از بر یاد ہونے چاہیئں کیونکہ انہی پر اسماء کے اعداد نکالنے کا دارومدار ہے۔ اگر حروفِ تہجی کے اعداد ذہن میں محفوظ نہیں ہوں گے تو نقوش و وظائف ترتیب دیتے وقت دشواری پیش آئے گی اس لیے سب سے پہلے ہم حروفِ تہجی کے اعداد کی تفصیل نقل کرتے ہیں۔ اور ہر طالبِ فن سے یہ گزارش کرتے ہیں کہ وہ اسے از بر کرلیں تاکہ کسی بھی شخص کے نام کے اعداد نکالتے وقت کتاب بینی کی نوبت نہ آئے۔

یہ بات واضح رہے کہ ذیل میں حروف کی جو ترتیب اور تفصیل دی جا رہی ہے یہ "ابجدِ قمری" کہلاتی ہے۔

یہ بات یاد رکھیے کہ ہر حرف کی قوت کا ایک عدد متعین ہے۔ اور ان اعداد کو "جمیل کبیر" کہا جاتا ہے۔ ابجد قمری کے کلمات کی تفصیل یہ ہے ـــــ ابجد، ھوّز، حُطّی، کلمن، سعفص، قرشت، ثخذ ضظغ۔ ہر طالبِ فن کو یہ کلمات حفظ یاد ہونے چاہیئں۔

ذیل میں ہم ایک خاکہ دے رہے ہیں اور اس میں ہر حرف کا عدد اس کے نیچے درج کر رہے ہیں۔ ہر طالبِ فن کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ ان اعدادِ حروف کو جنہیں "جمیلِ کبیر" کہا جاتا ہے پوری طرح ذہن نشین کرلیں کیونکہ حروف کے اعداد ہی پر نقوش اور اوراد و وظائف کی بنیاد ہے۔

حروف ←	ا	ب	ج	د	ہ	و	ز	ح	ط	ی	ک	ل	م	ن
اعداد ←	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۲۰	۳۰	۴۰	۵۰
حروف ←	س	ع	ف	ص	ق	ر	ش	ت	ث	خ	ذ	ض	ظ	غ
اعداد ←	۶۰	۷۰	۸۰	۹۰	۱۰۰	۲۰۰	۳۰۰	۴۰۰	۵۰۰	۶۰۰	۷۰۰	۸۰۰	۹۰۰	۱۰۰۰

ابجدِ قمری کی دوسری قسم ملفوظی کہلاتی ہے۔ اور تعویذات میں ابجدِ قمری ملفوظی کی قوت تاثیر ابجد قمری غیر ملفوظی سے بڑھی ہوئی ہے۔ اس لیے بہتر ہے کہ اس کو بھی ذہن نشین کرلیں۔ اس کی ترتیب و تفصیل اعداد کی ترتیب و تفصیل کے ساتھ یہ ہے۔

حروف ملفوظی ←	الف	با	جیم	دال	واو	ہا	را	حا	طا	یا	کاف	لام	میم	نون
اعداد ←	۱۱۱	۳	۵۳	۳۵	۱۳	۶	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۰۱	۷۱	۹۰	۱۰۶
حروفِ ملفوظی ←	سین	عین	فا	صاد	قاف	را	شین	تا	ثا	خا	ذال	ضاد	ظا	غین
اعداد ←	۱۲۰	۱۳۰	۸۱	۹۵	۱۸۱	۲۰۱	۳۶۰	۴۰۱	۵۰۱	۶۰۱	۷۳۱	۸۰۵	۹۰۱	۱۰۶۰

عام طور پر لوگوں کو صرف ابجد قمری غیر ملفوظی کے اعداد یاد ہوتے ہیں۔ اور بالعموم عاملین نقوش بھی ان ہی سے بناتے ہیں۔ جب کہ ماہرینِ عملیات کے نزدیک یہ بات مسلّم ہے کہ حروفِ ملفوظی کی طاقت حروفِ غیر ملفوظی سے کہیں زیادہ ہے۔ گویا کہ اگر حروف ملفوظی کے اعداد نکال کر نقش بنایا جائے تو ان شاء اللہ یہ زیادہ پُر اثر ثابت ہوگا۔

مختصر انداز میں ہم یہاں یہ بھی بتاتے چلیں کہ حروف ملفوظی کے اعداد کس طرح نکالے گئے۔ مثلاً الف کو لیجیے۔ آپ کو معلوم ہی ہے کہ الف کا عدد ایک ہے۔ لؔ کے ۳۰ ہیں اور فؔ کے ۸۰ ہیں۔ اب ان تینوں اعداد کو جمع کر دیجیے۔ ۱×۳۰×۸۰ = کُل اعداد حاصل ہوئے ۱۱۱ یا مثلاً با ہے۔ بؔ کے ۲ اور ا کا ا جمع کیجیے تو حاصل جمع ۳ آیا مثلاً غؔ کے ۱۰۰۰ ہیں یؔ کے ۱۰ ہیں اور نؔ کے ۵۰ ہیں تینوں کو جمع کیا تو حاصل جمع ۱۰۶۰ ہوا۔ اس حساب سے۔ حسنؔ کے اعداد بہ حساب غیر ملفوظی ۱۱۸ ہوئے۔ وہ اس طرح کہ حؔ کے ۸ سؔ کے ۶۰ نؔ کے ۵۰۔ انھیں آپس میں جمع کیا تو ۱۱۸ ہوئے۔ اور حسن کے اعدادِ ملفوظی ہوں گے ـــــ ۲۳۵ وہ اس طرح کہ حا کے ۹ سین کے ۱۲۰ اور نون کے ۱۰۶ حاصل جمع ۲۳۵۔ ـــــــ اسی طرح ہر طالبِ فن کو چاہیے کہ وہ غیر ملفوظی اور ملفوظی حروف کے اعداد ازبر کرنے کے بعد اپنے اور اپنے متعلقین کے ناموں کے اعداد نکالے۔ اس طرح اعداد نکالنے کی مشق بھی ہوگی۔ اور دونوں طرح کے حروف کے اعداد پوری طرح ازبر بھی ہو جائیں گے۔

یہ بات بھی یاد رکھیے کہ ملفوظی حروف کے اعداد کو اعدادِ بسط اور غیر ملفوظی حروف کے اعداد قبض کہا جاتا ہے۔

اگر آپ سے کوئی کہے کہ الف کے اعداد قبض کیا ہیں تو آپ کا جواب ا ہونا چاہیے ـــــــ اور اگر آپ سے کوئی کہے کہ الف کے اعدادِ بسط کیا ہیں؟ تو آپ کا جواب ۱۱۱ ہونا چاہیے قِسْ عَلٰی ھٰذَا۔

حروف تہجی کے کُل ۲۸ حروف میں سے جو حروف قرآن حکیم میں "حروفِ مقطعات" کی حیثیت سے آتے ہیں یہ حروف نورانی کہلاتے ہیں۔ باقی ۱۴ حروف کو ظلماتی کہا جاتا ہے۔

حروفِ نورانی یہ ہیں۔ ا ل ر ک ھ ی ع ص ط س ح م ق ن۔ حروف ظلماتی یہ ہیں۔ ب ج د و ز ف ش ت ث خ ذ ض ظ غ اور یہ بات بھی یاد رکھنے کی ہے کہ بے نقطے والے حروف کو صوامت کہتے ہیں۔ جن حروف کے اوپر نقطہ ہو ان کو فوقی اور جن حروف کے نیچے نقطہ ہو انھیں تحتی کہتے ہیں۔

ان تمام تفصیلات کو صرف سرسری طور پر پڑھ لینا کافی نہیں ہے بلکہ انھیں اچھی طرح اپنے ذہن میں اتار لینا ضروری ہے۔ کیونکہ ان ہی تفصیلات پر تمام اعمال کا دار و مدار ہے۔

(جاری)

پہلی قسط

علم الاَعداد

وَاَحْصٰی کُلَّ شَیْءٍ عَدَدًا

حسن الہاشمی

علم نجوم کے تمام ماہرین اور روحانی عملیات کے تمام کاملین اس بات پر متفق ہیں کہ اعداد اور ہندسے انسانی زندگی پر یقینی طور پر اثر انداز ہوتے ہیں، اور صرف انسانوں ہی کی زندگی پر نہیں بلکہ دن، سال، موسم اور دیگر بے شمار حقائق پر اعداد کی دسترس بجکم، بالکل صاف صاف دکھائی دیتی ہے اور جاننے والے اور ماننے والے کو واضح طور پر یہ محسوس ہوتا ہے کہ اعداد کی حکومت چپے چپے اور بوٹے بوٹے پر ہے، اور تمام دنیا کا نظام اسبابی طور پر اعداد اور الفاظ کے ماتحت ہے۔

یہ وسیع و عریض دنیا بلاشبہ دار الاسباب ہے اور مسبب الاسباب نے اس پوری دنیا کو لاریب اسباب و علل کے ماتحت پیدا کیا ہے، چنانچہ اس دنیا کی ہر تخلیق کسی نہ کسی سبب کا نتیجہ ہوتی ہے۔ بے سبب نہ پانی برستا ہے نہ دھوپ نکلتی ہے نہ درخت پیدا ہوتے ہیں، اور نہ ہوائیں چلتی ہیں۔

مسبب الاسباب نے جس طرح اسبابی طور پر بے شمار حقائق پیدا کیے اسی طرح اس نے حروف اور اعداد پیدا کیے، اور ہر حرف کی ایک الگ تھلگ حیثیت اور تاثیر پیدا کی گئی ـــــ الف کی اپنی ایک حیثیت ہے اس کا اپنا ایک اثر ہے اور اس کی اپنی طاقت ہے، جو کام الف کے ذریعہ ممکن ہے اسے بے، تے، اور جیم انجام نہیں دے سکتے۔ ہم ان شاء اللہ رفتہ رفتہ ماہنامہ طلسماتی دنیا کے ذریعہ اپنے قارئین کو یہ بتائیں گے کہ ہر حرف اپنی ایک خصوصیت رکھتا ہے اور ہر حرف اپنا ایک موکل ہے بالکل اسی طرح پروردگار عالم نے اعداد اور ہندسوں کو بھی الگ تھلگ خصوصیات عطا کی ہیں، ایک سے لے کر نو تک کوئی بھی ہندسہ ایسا نہیں ہے کہ جس کی اپنی اہمیت اور خصوصیت نہ ہو۔ اور جس کی اپنی تسلیم شدہ قوت نہ ہو اور جو اپنے ماتحت پر اثر انداز نہ ہوتا ہو ـــــ جس طرح ہر حرف اپنی ایک طاقت رکھتا ہے اور جس طرح وہ بفضل خداوندی موثر ہے اسی طرح ہر ہندسے اور عدد کی اپنی ایک بساط اور اپنی ایک شان ہے اور اللہ کے حکم اور فضل سے یہ ہندسہ اور عدد اپنے ماتحت پر اثر انداز ہونے کی اہلیت رکھتا ہے۔

علم الاعداد کی تاریخ کا مطالعہ کرنے سے یہ پتہ چلتا ہے کہ یہ علم بہت پرانا ہے، زمانۂ قدیم میں ارباب مصر اور اہل یونان اس علم میں مہارت رکھتے تھے، بعد ازاں اسے ہندوں نے اپنی گرفت میں لے لیا اور مختلف ریاضتوں کے ذریعہ اسے بام عروج تک پہونچایا، لیکن ہندوؤں میں اس علم کی بہاریں اور اس چراغ کے اجالے صرف پنڈتوں اور سادھوؤں کے گھروں تک محدود رہے انھوں نے اپنی طبیعت کے بخل اور تنگ نظری کی وجہ سے اس علم کی نکہتوں کو عوام تک نہیں

پہونچنے دیا اور اس طرح اعداد کا علم ہندوستان میں چند روایتی ذہنوں اور چند بوسیدہ کتابوں میں مدفون ہو کر رہ گیا اور اس طرح اس علم کی جولانیاں پامال ہو کر رہ گئیں، لیکن پچھلے چند سالوں سے اعداد کا علم پھر نئی نئی کتابوں کی زینت بن گیا اس علم کی قسمت کا آفتاب وقت پر پھر طلوع ہوا، مقبولیت اور شہرت پھر اس علم کا مقدر بنی، عوام خواص نے پھر اس کی طرف رجوع کیا، دس پندرہ سال مختصر سی مدت میں سینکڑوں کتابیں اسی موضوع پر ہندوستان و پاکستان میں چھپ کر دنیائے علم و معرفت میں بکھر گئیں، اور اس طرح وہ عظیم سرمایہ جسے تنگ نظر پنڈتوں نے اپنی ارض ذہن میں چھپا رکھا تھا پھر ابھر کر منظر عام پر آگیا، اور یہ سرمایہ اب اس قدر پھیل چکا ہے کہ اسے اہل دنیا سے مخفی رکھنا اب ممکن نہیں ہوگا —— اب یہ دھوپ کی طرح پھیلے گا اور ہوا کی طرح بکھرے گا۔

یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ دنیا میں اربوں کھربوں کا حساب اصلاً نو اعداد پر مشتمل ہے، علم الاعداد میں اصل حقیقت مفرد ہندسے ہی کی ہے اس کے بعد جو بھی صورت سامنے آئے گی وہ مرکب کی ہوگی اور ہر مرکب ہندسہ کو "استنطاق" کے ذریعہ مفرد بنالیا جائے گا —— یہ بھی واضح رہے کہ علم الاعداد میں صفر کا کوئی مقام نہیں ہے، وہ قطعاً اثر انداز نہیں ہو سکتا، کیونکہ صفر ذاتی طور پر کوئی حیثیت نہیں رکھتا وہ ہمیشہ کسی دوسرے ہندسہ کے دائیں طرف کھڑے ہو کر اپنی حیثیت بناتا ہے، اور ایسا اسی وقت ممکن ہے جب مرکب عدد کا علم الاعداد میں کوئی مقام ہو اس لئے صفر کو صاف ہی کر دیا جاتا ہے۔

اس بات کو ایک مثال سے سمجھیں، ۲۹۰ ایک مرکب عدد ہے اسے استنطاق کے ذریعہ مفرد بنانا ہے سب سے پہلے ہم صفر کو صاف کریں گے، اب باقی رہا ۲۹ اسے آپس میں جوڑیں گے، اس جوڑ ہی کو استنطاق کہتے ہیں ۹ اور ۲۔ گیارہ ہوئے اب بھی یہ عدد مرکب ہی رہا اس لئے ۱۱ کو بھی باہم جمع کریں گے، ایک اور ایک دو ہوئے گویا ۲۹۰ کا مفرد استنطاق کے ذریعہ ۲ برآمد ہوا، اس طرح تمام ناموں، تاریخوں، گاڑی، اور فون کے نمبروں وغیرہ کا مفرد عدد حاصل کیا جا سکتا ہے۔

حروف ابجد میں الف کا ایک عدد متعین ہے، ی کے دس متعین ہیں، ق کے ۱۰۰ سو اور غین کے ۱۰۰۰ ہزار عدد متعین ہیں لیکن علم الاعداد میں، ی، ق اور غ الف کے قائم مقام ہیں، اس لئے علم الاعداد میں صفر کی کوئی حیثیت ہی نہیں ہے، ذیل میں ہم تمام حروف کی فہرست پیش کر رہے ہیں تاکہ ناظرین کو یہ اندازہ ہو جائے کہ کونسے حروف کس حرف کے قائم مقام ہیں

الف کے نمبر ——	۱ ——	اور الف کے تابع ——	ی، ق، غ، ہیں
ب کے نمبر ——	۲ ——	اور ب کے تابع ——	پ، ک، گ، ر اور ڑ ہیں۔
ج کے نمبر ——	۳ ——	اور ج کے تابع ——	چ، ل، اور ش ہیں
د کے نمبر ——	۴ ——	اور د کے تابع ——	د، ڈ، م، ت اور ٹ ہیں
ہ کے نمبر ——	۵ ——	اور ہ کے تابع ——	، ن، ث
ز کے نمبر ——	۷ ——	اور ز کے تابع ——	، ژ، ع اور ذ ہیں
ح کے نمبر ——	۸ ——	اور ح کے تابع ——	، ف، اور ض ہیں
ط کے نمبر ——	۹ ——	اور ط کے تابع ——	ص اور ظ ہیں۔

اب فرض کرلیں کہ ہمیں اقبال کے نام کے اعداد نکالنے ہیں تو اس کا قاعدہ یہ ہے

الف کا نمبر	۱	
ق کا نمبر	۱	(کیونکہ ق الف کے تابع ہے۔)
ب کا نمبر	۲	
ل کا نمبر	۳	(کیونکہ ل ج کے تابع ہے اور ج کے عدد تین ہیں)

اقبال کے اعداد دوسرے طریقے سے بھی نکل سکتے ہیں باہم اعداد کو جمع کرکے جسے استنطاق کہتے ہیں۔

مثلاً الف کا نمبر ایک ہے	۱
اور ق کے نمبر ہیں	۱۰۰
ب کا نمبر ہیں	۲
ل کے نمبر ہیں	۳۰
	۱۳۳

اب انھیں باہم جمع کرو ۳ اور ۳ ہوئے ۶ اور ایک ہوئے ۷۔ اب بھی ۷ ہی عدد بنا۔

بہرکیف کسی بھی طرح کریں اقبال کا مفرد عدد ۷ بنے گا، اور یہ ۷ عدد اقبال کا عدد ذات کہلائے گا۔ یہ عدد اقبال کی شخصیت اور اس کے مزاج کی کیفیت کو بیان کرے گا۔

ہر شخص کا ایک عددِ ذاتی ہوتا ہے جو اس کے نام سے برآمد ہوتا ہے اور ایک عدد قسمت ہوتا ہے جو تاریخ پیدائش سے نکلتا ہے، عدد ذاتی نام بدل دینے سے بدل جاتا ہے، لہٰذا انسان کی خصوصیات بھی بدل سکتی ہے البتہ عدد قسمت چونکہ تاریخ پیدائش سے برآمد ہوتا ہے لہٰذا اسے بدل دینا ممکن نہیں ہے کیونکہ تاریخ پیدائش کسی کی نہیں بدلی جا سکتی —— تاریخ پیدائش کا عدد نکالنے کا طریقہ یہ ہے کہ فرض کریں کہ اقبال ۱۷ر اکتوبر ۱۹۶۳ء کو پیدا ہوا۔ تو اس کی تاریخ پیدائش کو اس طرح لکھیں۔

۱۷ + ۱۰ + ۱۹۶۳ =

۱۰ سے مراد ماہِ اکتوبر —— کیونکہ مہینوں کی ترتیب میں یہ مہینہ دسواں ہی ہے —— اگر پیدائش نومبر کی ہوتی تو ۱۰ کی بجائے ۱۱ لکھتے —— اب اس کو آپس میں استنطاق کیا —— ۱۷ کا بنا ۸، ۱۰ کا بنا ایک، ۱۹۶۳ کا بنا ۱۹ پھر ۱۹ کو باہم جمع کیا تو بنا ۱۰ صفر اڑا دیا تو باقی رہا ایک۔ اب ۸ اور ایک اور ایک کو جمع کیا تو ۱۰ بنا صفر اڑا دیا تو ایک رہا —— گویا کہ ۱۷ اکتوبر ۱۹۶۳ء میں پیدا ہونے والے انسان کا عدد قسمت ایک ہے۔

یہ عدد قسمت انسان کی تقدیر کے نشیب و فراز پر پوری طرح روشنی ڈالتا ہے اور بتاتا ہے کہ اس کی زندگی میں کب کب بُرے اور اچھے حالات پیدا ہوں گے اور اندازاً اس کی عمر کتنی ہوگی —— واضح رہے کہ یہ تمام باتیں علم غیب کے دائرے میں نہیں آتیں کہ خلافِ شریعت قرار پائیں تاہم ان باتوں کو صدفی صد صحیح سمجھ لینا بھی مناسب نہیں ہے اس لئے کہ علم وحی کے علاوہ ہر علم میں

سہو اور خطا کا امکان موجود ہے لیکن اس طرح کے علوم کی سرے سے تکذیب و تردید کر دینا بھی سراسر نادانی ہے —— ہم اس طرح کے علوم کے ذریعہ نکالے ہوئے اندازوں کو سامنے رکھتے ہوئے زندگی میں احتیاط کی راہ اختیار کر سکتے ہیں لیکن یقین یہی دل میں جاگزیں ہونا چاہئے کہ ہوگا تو وہی جو اللہ چاہے گا۔

اعداد کی مسلمہ قوت و حیثیت کا انکار اگر کر سکتے ہیں تو صرف وہی لوگ کر سکتے ہیں جو اس علم سے نابلد ہیں، چونکہ ان بیچاروں کو اس علم کی آگہی نصیب ہی نہیں اس لئے وہ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ علم صرف ہوائی ہے، حقیقت اس کی کچھ بھی نہیں چمگادڑ کو دن میں کچھ نظر نہیں آتا لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ دن میں حقائق دنیا میں باقی نہیں رہتے، نظر نہ آنا اس کی اپنی بینائی کا قصور ہے اسی طرح جن لوگوں کو کسی چیز کا علم نہیں تو یہ ان کی کم علمی ہے لیکن ان کی کم علمی کی وجہ سے پہاڑ جیسے حقائق کی تکذیب نہیں ہو جاتی

آج کمپیوٹر کا دور ہے اور کمپیوٹر نے یہ بات ثابت کر دی ہے کہ قرآن حکیم میں ۱۹ کے عدد کی ایک حیثیت ہے ۱۹ بسم اللہ کے حروف ہیں اور یہی بسم اللہ یعنی ۱۹ کا عدد پورے قرآن کی حقانیت ثابت کرنے کا آلہ ہے، تفصیل کا موقع نہیں ورنہ ہم یہ بتاتے کہ ۱۹ کا عدد کیوں کر معیار ہے اور اس کے ذریعہ سے کس طرح قرآن حکیم کی حقانیت کا ثبوت ملتا ہے، [1]

لیکن یہاں ہم ایک بات ناظرین کی دلچسپی کے لئے ضرور نقل کریں گے —— سورۂ علق قرآن حکیم کی وہ اپنی سورت ہے جس کی ابتدائی آیات بطور "بسم اللہ" نازل ہوئیں، اس سورۃ کا آغاز بھی بایں الفاظ ہوا، "اقرا باسم ربک"۔ گویا کہ اس سورۃ کے ابتدائی الفاظ میں بھی بسم اللہ موجود ہے یہ سورت ترتیب کے حساب سے تیسویں پارے کی ۱۹ ویں سورۃ ہے۔ بسم اللہ کے ۱۹ حروف ہیں اور جس سورۃ کے ابتدائی کلمات بطور بسم اللہ نازل ہوئے، وہ ترتیب کے لحاظ سے آخری پارے کی ۱۹ ویں سورۃ ہے اور اس سورت میں ۱۹ ہی آیات ہیں کیا یہ صرف اتفاق ہے؟ اور سورۂ نمل جس میں پوری بسم اللہ "بسم اللہ الرحمن الرحیم" نازل ہوئی، وہ ۱۹ ویں سپارے میں ہے کیا یہ بھی اتفاق ہے؟ یہ محض اتفاقات نہیں ہیں بلکہ یہ سب کچھ ایک بچے تلے حساب کی نشاندہی کرتے ہیں اور ہمیں کلام اللہ کے سلسلہ میں غور و فکر کرنے کی دعوت دیتے ہیں۔

اعداد کا تکرار کہیں بھی صرف اتفاق نہیں ہوتا بلکہ اعداد کا تکرار ایک ایسی حقیقت کی طرف نشاندہی کرتا ہے جو عوام کی نظروں سے مستور ہے —— اعداد کو چھوڑئیے آپ کے دن تاریخ میں اگر تکرار ہو تو اسے صرف اتفاق سمجھ لینا بہت بڑی نادانی ہے دن اور تاریخ کا تکرار بھی اللہ کی طرف سے مقرر ہوتا ہے اور یہ تکرار اس کی قدرت کے کسی نہ کسی کرشمہ کی طرف ہماری توجہ مبذول کراتا ہے بشرطیکہ ہمیں غور و فکر کی عادت ہو، ہمارا حال تو یہ ہے کہ ہر چیز کو صرف سلسلہ اتفاق سمجھ لیتے ہیں اور کسی بھی معاملہ میں غور و فکر کی زحمت گوارہ نہیں کرتے۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم پیر کو پیدا ہوئے، پیر ہی کے دن آپ نے ہجرت کی اور پیر ہی کے آپ کا وصال ہوا، کیا یہ محض اتفاق تھا؟ آپ ربیع الاول کے مہینے میں پیدا ہوئے ربیع الاول ہی کے مہینے میں وفات ہوئی کیا محض یہ بھی ایک اتفاق ہی تھا، نہیں میرے دوستو اور میرے بزرگو یہ باتیں اتفاقاً نہیں تھیں بلکہ یہ باتیں اور اس طرح کی اور دوسری بے شمار

[1] راقم الحروف کا مرتب کردہ کتابچہ قرآن کی عددی معلومات دیکھئے، اسے مکتبۃ العزیز دیوبند نے شائع کیا ہے۔

باتیں قدرت کے ایک حسابی نظام کی نشاندہی کرتی ہیں کہ اللہ جو کچھ کرتا ہے ایک حساب کے تحت کرتا ہے، خواہ مخواہ کچھ نہیں ہوتا، آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم مبارک محمد کے عدد مفرد ۲ ہیں اور مکہ جو آپ کی جائے پیدائش ہے اس کے عدد مفرد بھی ۲ ہیں

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا کا انتقال جب ہوا تو آپ کی عمر ۸ سال دو ماہ ۱۰ دن تھی۔

جب آپ نے شام کا سفر کیا اس وقت آپ کی عمر ۱۲ سال ۲ ماہ ۱۰ دن تھی۔

حضرت خدیجہ سے جب آپ کا پہلا نکاح ہوا اس وقت آپ کی عمر ۲۵ سال ۲ ماہ دس دن تھی۔

ہجرت کے بعد آپ کی وفات ٹھیک ۱۰ سال ۲ ماہ دس دن بعد ہوئی۔

اور بھی ایسی تفصیلات پیش کی جا سکتی ہیں جس میں دو ماہ اور ۱۰ دن کی تکرار مسلسل چلتی رہی، اسی طرح آپ کی زندگی میں ۹ کے عدد کو بھی اہمیت حاصل رہی۔

۱۵ برس ۹ ماہ کی عمر میں معراج ہوئی۔

ہجرت کے نو ماہ ۱۰ دن بعد حضرت عائشہ آپ کے گھر آئیں اور اس وقت حضرت عائشہ کی عمر ۹ سال تھی۔

ہجرت کے نو ماہ بعد غزوہ بدر ہوا، وغیرہ —— یہ تمام تفصیلات ہمیں یہ بتاتی ہیں کہ اللہ نے تمام کائنات کو اسکے عام و خاص افراد کو اور حدیہ ہے کہ اپنے رسولوں اور نبیوں کو ایک خاص حساب کے ساتھ پیدا کر کے اور مخصوص حسابی نظام کے تحت انھیں اس دنیا میں رکھا ہے اور اسی حسابی نظام کے دن وہ دن سے رخصت ہوئے ہیں، آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت آپ کی عمر بالاتفاق ۶۳ سال تھی ۶۳ سال کا عدد مفرد بھی ۹ ہی بنتا ہے —— ان تمام باتوں کو محض اتفاق سمجھنا علم الاعداد سے نابلد ہونے کی علامت ہے۔

آئیے اب ایک اور حالیہ حقیقت کی طرف نظر ڈالیں جو ۳ کے عدد کے ماتحت رہی۔

۱۸۵۷ء میں انگریزوں نے مغلیہ سلطنت کو تہس نہس کر کے اقتدار پر قبضہ کیا اور اپنے اقتدار کو مستحکم بنانے کے لئے ہندو اور مسلمانوں میں تفرقہ کے بیج بوئے اور بابری مسجد جیسے حساس مسئلہ کو ہوا دی، پہلی بار ۱۸۵۷ء میں فیض آباد میں بابری مسجد کے نام پر ہندو مسلم فساد ہوا، ۱۸۵۷ کو استنطاق کیا، ۷ اور ۵ ہوئے ۱۲ —— ۱۲ اور ۸ ہوئے ۲۰ —— ۲۰ اور ایک ہوئے ۲۱ پھر ۲۱ کو باہم استنطاق کیا تو ۳ عدد مفرد حاصل ہوا، گویا کہ ۲۱ سے ۳ بنا۔

۱۹۴۷ء میں انگریز تحریک آزادی کے سامنے پسپا ہو گئے اور انھیں ہندوستان چھوڑ کر جانا پڑا، جاتے جاتے جہاں انھوں نے ملک کی تقسیم کا فتنہ کھڑا کیا وہیں یہ حرکت بھی کی کہ ملک سے جاتے جاتے بابری مسجد کا جھگڑا پھر زندہ کر گئے اس کے نتیجہ ۱۹۴۹ء میں بابری مسجد مقفل کر دی گئی، ۱۹۴۹ء کو استنطاق کرو —— تو ۲۱ بن کر ۳ عدد مفرد حاصل ہوگا۔

بالآخر ۱۹۹۲ء میں یہ مسجد شہید کر دی گئی —— ۱۹۹۲ء کو استنطاق کیجئے، ۲۱ بن کر ۳ عدد مفرد حاصل ہوگا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ حسابی نظام کی وجہ سے بابری مسجد عدد ۳ کے ماتحت رہی، اس حساب کی رو سے بابری مسجد کی دوبارہ اسی جگہ تعمیر ۲۰۱۰ء میں انشاء اللہ متوقع ہے اس سے پہلے ممکن نہیں ہے۔ (باقی آئندہ)

ایام کے سعد ونحس

مریم صدیقی

یہ بات یاد رکھیئے کہ دنوں کے سعد ونحس جو ذیل میں لکھے جارہے ہیں وہ علم نجوم کے اعتبار سے ہیں شرعاً اس کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ لیکن ماہرین علم نجوم نے مسلسل تجربات کے بعد یہ نتیجہ نکالا ہے کہ چونکہ ایام دنوں کا تعلق ستاروں کی رفتار سے وابستہ ہے اس لئے ہفتے کے سات دنوں میں کاموں کے لئے تھے کاموں کے لئے برے ہیں ـــ سیاروں کی رفتار کے اثرات کے لحاظ سے سات دنوں کی تفصیل ذیل میں ملاحظہ کریں۔

اتوار:-

یہ سورج کا دن ہے، اس دن کا ستارہ شمسی ہے، اتوار کو پہلی ساعت میں اگر محبت کا عمل کرے تو انشاء اللہ یقینی طور پر کامیاب ہوگا، اوسطاً یہ تمام دن اچھا ہے، نیا کپڑے پہننے کے لئے بہتر ہے مکان کی تعمیر یعنی سنگ بنیاد رکھنے کے لئے بھی یہ دن مبارک ہے، زمین جوتنے کے لئے بھی یہ دن اچھا ہے، بچے دینی مکتب میں بٹھانے کے لئے بھی یہ دن بہتر ہے، سفر کے لئے بھی یہ دن اچھا ہے اگر اس دن مشرق کی جانب سفر کرے تو زیادہ بہتر ہے جو بچہ اس دن پیدا ہوگا خوش نصیب ہوگا۔

جو بچہ انگریزی مہینے کی پہلی تاریخ کو پیدا ہو اس کے لئے اتوار کا دن مبارک ہے، اگر وہ اتوار کے دن کاروبار یا کسی بھی کام کی شروعات کرے گا تو وہ ہرگز ہرگز انشاء اللہ ناکام نہیں رہے گا ـــ سنہرا اور پیلا رنگ ایسے لوگوں کے لئے موزوں ہیں، جو انگریزی کی ماہ کی پہلی تاریخ کو پیدا ہوں ـــ ۱۰، ۱۹، ۲۸ تاریخ کو پیدا ہونے والے بچے بھی اسی ضمن میں آتے ہیں اور ان کے لئے بھی اتوار کا دن مبارک ہے۔

پیر:-

یہ قمر کا دن ہے، اس کا ستارہ قمر ہے، یہ دن تمام کاموں کے لئے مبارک ہے، یہ دن شادی کے لئے بھی کا نام رکھنے کیلئے سنگ بنیاد رکھنے کے لئے، بچے کو اسکول یا مکتب میں داخل کرنے کے لئے مبارک ہے، اگر اس دن سفر جنوب یا مغرب کی طرف کیا جائے تو یقیناً کامیابی ہو، البتہ بیماری کے لئے یہ دن اچھا نہیں، اگر مرض کی ابتدا پیر کے دن ہوگی تو مریض کے لئے خطرہ بھی ہے ورنہ بیماری طویل ہوگی ـــ پیر کے دن جو بچہ پیدا ہوگا وہ خوش بخت ہوگا۔

جو بچہ انگریزی ماہ کی ۲، ۱۱ یا ۲۹ تاریخ پیدا ہوگا اس کے لئے پیر کا دن مبارک ہے۔

منگل:-

یہ مریخ کا دن ہے، ستارہ اس کا مریخ ہے، نحس اصغر ہے، بعض کاموں کے لئے اچھا ہے اور بعض کاموں کے لئے بُرا، اس دن اگر نقل مکان اور خرید وفروخت کرے تو کوئی حرج نہیں، مگر نیا لباس سلوانا اور پہننا مناسب نہیں اگر مشرق یا جنوب کی طرف

سفر کرے تو کوئی حرج نہیں، البتہ شمال اور مغرب کی طرف سفر کرنا احتیاط کا خلاف ہے، جو بچہ منگل کے دن پیدا ہوگا تند مزاج ہوگا

جو بچے انگریزی مہینے کی ۹، ۱۸، یا ۲۷ کو پیدا ہوں گے ان کے لئے منگل کا دن مبارک ہے، ان لوگوں کے لئے سرخ اور گلابی رنگ خوش بختی لاتا ہے۔

بدھ:-

یہ عطارد کا دن ہے، اس کا ستارا عطارد ہے یہ دن بھی اچھا ہے، لباس پہننے کے لئے، نئے مکان میں منتقل ہونے کے لئے، درس کی شروعات کے لئے، زمین جوتنے کے لئے اور شادی کے لئے یہ دن مبارک ہے مطلق سفر کے لئے بھی یہ دن اچھا ہے، جو بچہ اس روز پیدا ہوگا وہ علم کا شوقین اور لائق و فرمانبردار ہوگا۔

جو بچے انگریزی مہینے کی ۵، ۱۴، یا ۲۳ تاریخوں میں پیدا ہوتے ہیں ان کے لئے بدھ کا دن مبارک ہے ان تاریخوں میں پیدا ہونے والے بچوں کے لئے سفید رنگ مفید ہے، ایسے لوگ اگر چاندی کی انگوٹھی یا سفید نگینہ کی انگوٹھی استعمال کریں تو انھیں فائدہ ہوگا

جمعرات:-

یہ مشتری کا دن ہے اس دن مشتری ستارے کی حکومت ہوتی ہے، یہ دن بھی مبارک ہے، اس روز نیا لباس پہننا لوگوں سے ملاقات کرنا، تجارت شروع کرنا، شادی بیاہ کرنا، شادی کا پیغام بھجوانا، نیا مکان تبدیل کرنا اچھا ہے، خرید و فروخت کے لئے بھی یہ دن بہتر ہے، سفر کے لئے یہ دن سب دنوں سے بہتر ہے، جو بچہ اس روز پیدا ہوگا وہ خوش نصیب ہوگا۔

جو بچے انگریزی مہینے کی ۳، ۱۲، ۲۱ یا ۳۰ تاریخ کو پیدا ہوتے ہیں ان کے لئے جمعرات کا دن مبارک ہے، نیلا رنگ ان کے لئے مفید ہوتا ہے۔

جمعہ:-

یہ زہرہ کا دن ہے، اس کا ستارہ زہرہ ہے یہ دن بڑا مبارک دن ہے، اس دن تجارت شروع کرنا کسی فلاحی کام کی بسم اللہ کرنا، سنگ بنیاد رکھنا، نیا لباس پہننا، خوشبو لگانا، حجامت بنوانا بہتر ہے اس دن جمعہ کی نماز کے بعد سفر کرنا بہتر ہے، اس دن جو بھی کام شروع کیا جائے گا انشاء اللہ پایۂ تکمیل کو پہونچے گا۔

جو بچہ جمعہ کے دن پیدا ہوگا وہ نیک اور صالح ہوگا۔

جو بچے انگریزی مہینے کی ۶، ۱۵، یا ۲۴ تاریخ کو پیدا ہوتے ہیں ان کے لئے یہ دن مبارک ہے، پیلا اور گلابی رنگ ان کے لئے مفید ہے، نیلم کی انگوٹھی ان کے لئے خوش بختی لاسکتی ہے، اگر اللہ چاہے۔

ہفتہ:-

یہ زحل کا دن ہے، اس دن کا ستارہ زحل ہے، نجومیوں کے نزدیک یہ ستارا اکبر ہے اس لئے یہ دن بھی نحس اکبر ہے، اس روز نیا لباس پہننا اور سنگ بنیاد رکھنا نیز بیاہ شادی کرنا درست نہیں، اس دن سفر کرنا بھی مناسب نہیں، کسی نہ کسی طرح کی کوئی پریشانی پیش آسکتی ہے، جو بچہ ہفتہ کے دن پیدا ہوگا اس کی صحت خراب رہے گی۔

جو بچے انگریزی ماہ کی ۴، ۱۳، ۲۲ یا ۳۱ کو پیدا ہوں ان کے لئے یہ دن مبارک ثابت ہوسکتا ہے، ہرا رنگ ان کیلئے مفید ثابت ہوگا۔

وہ روحوں سے ملاقات بھی کرواتی ہے



بھوتوں کی چہیتی

اپنے وطن ہندوستان میں ایسے لوگوں کی کمی نہیں جو روحوں کے وجود پر یقین رکھتے ہیں اور ایسے واقعات بھی سننے میں آتے ہیں جب روحوں نے کسی سے رابطہ قائم کیا اور اس دھرتی پر اپنے انسانی جسم کی موت کے بعد اپنے ساتھ پیش آنے والی کیفیات بیان کیں۔ کچھ ایسے تانترک بھی ہیں جو ان روحوں سے رابطہ قائم کرنے کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن اس قسم کا یقین صرف ہمارے ملک تک محدود نہیں حقیقت یہ ہے کہ مغربی ممالک میں بھی اس قسم کے بے شمار واقعات سننے میں آتے ہیں امریکا میں ایک مسز اوڈگا دارل ہیں جن کی روحوں کے معاملہ میں بڑی شہرت ہے لوگ مسز دارل کے ذریعہ اپنے مرے ہوئے عزیزوں کی روحوں سے رابطہ قائم کرتے ہیں اور اپنی ذاتی زندگی کے مسائل اور الجھنوں کے بارے میں مشورہ طلب کرتے ہیں مسز دارل میں قدرتی طور پر یہ خوبی موجود ہے کہ جب وہ کسی مرے ہوئے شخص کے بارے میں مشورہ طلب کرتے ہیں تفصیلات سن کر اس کے بارے میں اپنی توجہ مرکوز کرتی ہے تو ایک فلم کی طرح روح ان کے سامنے آجاتی ہے ان سے بات چیت کرتی ہے لیکن روحیں اور ان کے بارے میں مناظر صرف دارل کو ہی نظر آتے ہیں۔ کسی دوسرے کو نہیں مسز دارل یہ تمام واقعات اپنی آنکھوں دیکھتے ہوئے زبانی طور پر بولتی رہتی ہے یا پھر روح خود مسز دارل کی زبانی اپنے عزیزوں سے بات چیت کرتی ہے کئی بار روحیں ایسی زبان میں بات چیت کرتی ہیں جن کے بارے میں مسز دارل بالکل لاعلم ہوتی ہے لیکن مرنے والے عزیز اس بات کو بخوبی سمجھ سکتے ہیں اور انہیں اس بات سے بڑا سکون ملتا ہے اور کتنی بار زندگی کے بہت سے پیچیدہ مسائل حل ہوجاتے ہیں۔

امریکہ کے مشہور میگزین فیٹ FATE میں ایک

مضمون شائع ہوا ہے جس میں فیٹ میگزین کے ایڈیٹر نے مسز اولگا دارل سے ان کے ایسے تجربات اور مشاہدات کے بارے میں بیان کرنے کے لیے کہا جس میں انہوں نے کچھ ایسے لوگوں کا علاج کیا ہو جن کے محبوب یا اولاد وغیرہ کی موت ہوئی ہو۔ اور وہ سخت پریشان ہوں مسز دارل نے ایک واقعہ بیان کیا۔ میرے ایک دوست نے ایک شادی شدہ جوڑے کے لیے کچھ وقت دینے کی درخواست کی میں نے انہیں ملاقات کا وقت دے دیا۔ وہ دونوں آئے بے چارے بہت پریشان تھے۔ اور غم سے نڈھال۔ میں نے ان کو خوش آمدید کہا اور آرام سے بٹھایا۔ بیوی نے بڑے اضطراب سے کہا کہ ان کی بیٹی ایک حادثہ کا شکار ہو گئی اللہ کو پیاری ہو گئی۔ اور ہم سخت پریشان اور غم سے نڈھال ہیں سنا ہے کہ روحیں نہیں مرتیں۔ اور اگر کوئی ان کی طرف رجوع کرے تو وہ رابطہ قائم کر لیتی ہیں اور ہماری بچی تو معصوم تھی اگر ہم کو یہ معلوم ہو جائے کہ اس کی روح سکون سے ہے تو ہمارے بیقرار دلوں کو ایک چین مل جائے گا۔ خدا کے لیے آپ ہماری مدد کریں ہم آپ کے بہت ممنون ہوں گے میں نے ان کو تسلی دی اور ان کی طرف توجہ مبذول کی میں نے دیکھا کہ اس شخص کے پاس ایک روح کھڑی ہوئی ہے ایک بڑھیا کی روح اس روح نے اولگا سے کہا کہ وہ اس آدمی کی دادی ہے میں نے جب دادی کا حلیہ بیان کیا تو وہ شخص حیران رہ گیا۔ کیوں کے وہ حلیہ یقیناً اس کی دادی کا تھا اس کے بعد ان بڑی بی نے اولگا سے کہا کہ بچی کے ماں باپ سے کہہ دو کہ وہ پریشان نہ ہوں ان کی بچی بالکل خیریت سے ہے اسی دوران اولگا کو اس بچی کی روح بھی نظر آئی اولگا نے اس بچی کا حلیہ بھی بیان کیا وہ ہی کپڑے پہنے ہوئے نظر آئی تھی جن کپڑوں میں اسے حادثہ پیش آیا تھا۔ بچی نے بھی اپنے والدین کو یہی پیغام دیا کہ وہ بہت خوش ہے۔ ماں اور پاپا سے کہہ دیجیے کہ وہ میری طرف سے بالکل پریشان نہ ہوں میں بہت خوش ہوں بچی کے والدین کو یقین نہیں آ رہا تھا وہ عجیب کشمکش و پیچ کے عالم میں اولگا کے طرف ٹکٹکی باندھے دیکھ رہے تھے ان کے چہروں سے بے یقینی عیاں تھی اتنے میں بچی نے اولگا سے کہا کہ میرے پاپا سے کہہ دیجیے کہ اب میرے بال ذرا لمبے ہو گئے ہیں۔ پھر ان کو یقین آ جائے گا اولگا نے وہی جملہ دہرایا جیسے ہی اولگا کے منہ سے یہ جملہ نکلا وہ شخص زور زور سے ہچکیاں لے کر رونے لگا۔ اس نے روتے روتے کہا ہاں اب اسے یقین آ گیا کیوں کہ یہ بات ہمارے اور بچی کے درمیان کی کسی کو نہیں معلوم آپ نے یقیناً میری بچی سے بات کی ہے اب مجھے یقین آ گیا۔ تب دونوں میاں بیوی دیر تک رونے کے بعد سکون سے ہوئے تو انہوں نے بتایا کہ حادثہ سے ایک روز پیشتر بچی نے پونی ٹیل بندھوائی اور اپنی ماں سے ضد کی کہ اس کے تھوڑے سے بال کاٹ دو ماں نے کہا کہ تمہارے چھوٹے بال تمہارے پاپا کو پسند نہیں اگر تم نے کٹوا لیے تو تم کو ڈانٹ ڈپٹ پڑے گی۔ اور مجھ کو بھی بچی نے ضد کی اور ماں نے مجبوراً تقریباً ایک انچ بال کٹوا دیئے اور بچی سے کہا کہ اگر تمہارے پاپا نے کچھ نہیں کہا تو وہ ایک روز بعد ایک انچ اور کاٹ دے گی۔ مگر اسی دن شام کو جب بچی کا باپ گھر آیا تو دونوں کو ڈانٹ پڑی بیوی پر بھی اور بچی پر بھی باپ کی اس ناپسندیدگی کے واقعہ کے طرف بچی نے جس طرح اشارہ کیا تو یقین آ گیا۔ جب دونوں پرسکون ہوئے تو انہوں نے اولگا کا شکریہ ادا کیا اور اجازت چاہی مسز اولگا دارل کا ایسا ہی ایک واقعہ فیٹ میگزین میں شائع ہوا ایک نوجوان ڈاکٹر اور مسز دارل کے پاس آیا وہ ایک لبنانی عیسائی تھا اسے عربی، انگریزی اور فرانسیسی زبان پر مکمل عبور تھا جب کہ عام طور پر سائنس کے طالب علم نظام فطرت کو سائنس کے اصولوں پر پرکھنے کی کوشش

کرتے ہیں۔ اسی طرح وہ ڈاکٹر بھی رسماً مذہبی تھا اور نظام فطرت کے روحانی اصولوں سے ناآشنا۔ اس نے امتحاناً طور پر مسز اولگا دارل سے گذارش کی کہ اس کے کچھ مسائل ہیں اگر وہ ان کو روحانی طور پر حل کرے یا ان کے حل کی طرف نشاندہی کرے تو وہ بہت ممنون ہو گا مسٹر اور مسز دارل نے اجازت دے دی کہ وہ اپنے سوالات بتائے مگر ڈاکٹر نے خود ہی کہا کہ وہ اپنے سوالات لکھ کر ان کے سامنے رکھ دے گا مگر ان کو پڑھنے کی اجازت نہیں ہو گی دونوں میاں بیوی نے ڈاکٹر کی شرط منظور کر لی ڈاکٹر نے سادہ کاغذ پر کچھ لکھا اور ان کے سامنے تہ کر کے رکھ دیا۔ کچھ دیر بعد مسز دارل نے بولنا شروع کیا تمام حاضرین پریشان تھے کہ وہ کون سی زبان بول رہی ہے کچھ ایسے الفاظ ان کی زبان سے نکل رہے تھے کہ ان کا ادا کرنا مشکل ہو رہا تھا ایک ایک لفظ کافی دقت سے ان کے منہ سے نکل رہا تھا۔ سب کے سب اس کا منہ دیکھ رہے تھے اور وہ نوجوان ڈاکٹر حیران اور پریشان مسز دارل کو عجیب انداز سے دیکھ رہا تھا کیونکہ حاضرین میں وہی ایک فرد تھا جو ان الفاظ کے معانی سمجھ رہا تھا جب مسز دارل بول چکیں تو وہ خود بھی پریشان تھیں کہ وہ کیا بول رہی تھیں اس کے بعد ڈاکٹر نے کاغذ کا پرزہ اٹھایا اور اسے کھول کر مسز دارل کے آگے رکھ دیا۔ مسز دارل اس کاغذ پر لکھی عبارت کو ساٹ ہینڈ سمجھیں اس لیے کہ اس سے پیشتر ان کا کبھی عربی زبان سے سابقہ نہیں پڑا تھا پھر ڈاکٹر نے جو ایک مسئلہ پر ریسرچ کر رہا تھا وضاحت کرتے ہوئے کہا کہ اس نے وہ سوالات جان بوجھ کر عربی میں لکھے اس لیے کہ وہاں عربی جاننے والا کوئی نہ تھا۔ دوسرے یہ کہ اس کے تمام سوالات نئی قسم کے تھے جس مسئلہ پر وہ ریسرچ کر رہا تھا اس سے متعلق تھے اس مسئلہ کے بھی مسز دارل یاد ہاں موجود کسی شخص کی واقفیت کا سوال ہی نہیں ہوتا تھا مگر مسز دارل نے جو جوابات دیئے وہ یقیناً درست تھے اور میرے تحقیقی نتائج کی طرف نشاندہی کرتے تھے۔ بلکہ ایک بہت ہی اہم نکتہ میرے ذہن سے نکل گیا تھا اس کو مسز دارل نے یاد دلایا۔ اس کے علاوہ میرے تحقیقی تجربات میں جو رکاوٹ تھی دور ہو گئی۔ کچھ عرصہ بعد ڈاکٹر واپس جا کر اپنی ریسرچ میں مصروف ہو گیا۔ اور مسز دارل کی صلاحیتوں کا اعتراف کرتے ہوئے شکریہ کا خط لکھا اور اس میں اقرار کیا کہ اگر وہ مزید دس سال تجربات کرتا رہتا تو ان نتائج تک نہیں پہنچ سکتا تھا جو مسز دارل کے ایک اشارہ کی وجہ سے اس کو حاصل ہوئے تھے۔

مسز دارل نے وضاحت کرتے ہوئے کہا اس پر اسرار قوت سے وہ خود بھی واقف نہیں وہ صرف روحوں کو دیکھتی ہیں روحیں جو کچھ کہتی ہیں وہ دہرا دیتی ہیں وہ کوئی بھی زبان بولیں سوال کرنے والا معنی خود سمجھ لے گا۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

کہ اندرا گاندھی کے قتل کا دن ۳۱ اکتوبر ۱۹۸۴ء بدھ کا دن تھا جس روز سیشن کورٹ نے ستونت سنگھ کہر سنگھ اور بلویر سنگھ کو پھانسی کی سزا سنائی گئی یعنی ۲۲ جنوری ۱۹۸۶ء بدھ کا دن تھا اور جس روز ہائی کورٹ نے سزا کی توثیق کی یعنی ۳ دسمبر ۱۹۸۶ بدھ کا دن تھا اور پھر ۳ اگست ۱۹۸۸ کو سپریم کورٹ نے بلویر کو چھوڑ کر بقیہ ملزمان کی پھانسی کی سزا برقرار رکھنے کا فیصلہ سنایا وہ بھی بدھ کا دن تھا اور تو اور سپریم کورٹ سے نظرثانی کی عرضداشت نامنظور ہونے کی تاریخ ۷ ستمبر ۱۹۸۸ بھی بدھ کا دن تھا۔

یاد رکھیے

۱۔ سُکھائے ہوئے چائے کے پتوں کو دہکتے ہوئے کوئلوں پر جلانے سے مکھیاں بھاگ جاتی ہیں۔

۲۔ تکیہ بھرتے وقت اگر روئی میں تھوڑا سا کافور ملا دیا جائے تو گرمیوں میں تکیہ ٹھنڈا بھی رہے گا اور اس میں کھٹمل بھی نہ رہ سکیں گے۔

۳۔ نمک کو ہمیشہ ڈھک کر رکھنا چاہیے۔ اگر نمک پر چھپکلی بیٹھ جائے تو اس سے برص ہونے کا احتمال رہتا ہے

۴۔ چاقو کے پھلکے یا اسی قسم کی اگر کسی چیز کو صاف کرنا ہو تو نمک کو خوب باریک پیس کر رگڑنا چاہیے اس کے بعد شماتی (کیموس لید) رہے صاف کر دینا چاہیے

۵۔ روشنائی کے تازہ دھبّوں پر اگر باریک نمک پیس کر یو میں ڈال کر رگڑا جائے تو دھبے دور ہو جائیں گے۔

۶۔ شیشہ کے برتن میں اگر کوئی گرم چیز رکھنا ہو تو اس سے پہلے پانی میں کپڑا تر کر کے اس کے نیچے رکھ لینا چاہیے اس طریقہ سے شیشے کا برتن گرم چیز ڈالنے سے نہیں ٹوٹے گا

۷۔ تیل کے پانی میں سوڈا ڈال کر اس میں اگر کپڑے ڈبو دیئے جائیں تو کپڑوں پر نیلے داغ نہیں پڑتے۔

۸۔ ریشمی کپڑوں کو پہننے کے بعد اگر پرانے مخمل کے ٹکڑوں سے رگڑ دیا جائے تو شکنیں دور ہو جائیں گی

۹۔ پانی میں شہد کی بوند ڈالنے سے اگر اس میں کوئی تبدیلی نہ ہو تو اصلی ورنہ نقلی ہے۔

۱۰۔ تھوڑے سے دودھ میں دو تین بوند نائٹرک ایسڈ ڈالنے سے دودھ اور پانی الگ ہو جائے گا

۱۱۔ سونے کے زیورات پر نائٹرک ایسڈ کی دو بوند ڈالنے سے اگر فوراً ہی سفید داغ پڑ جائے تو سونے میں ملاوٹ اور سنار کی شرارت کا پتہ چل جائے گا۔

۱۲۔ سفید کاغذ پر عطر کی دو بوند ڈال کر آنچ پر سینکنے سے اگر اڑ جائے تو اصلی اور اگر کاغذ پر داغ رہے تو نقلی سمجھنا چاہیے۔

۱۳۔ ہینگ اگر آگ پر ڈالتے ہی بو پیدا ہو تو اصلی اور اگر دیر میں دھواں اٹھے تو نقلی سمجھنا چاہیے

۱۴۔ زعفران سلفیورک ایسڈ (گندھک کا تیزاب) میں ڈالتے ہی اگر کالا ہو کر لال ہو جائے تو اصلی اور اگر رنگ نیلا ہو جائے تو نقلی سمجھنا چاہیے۔

۱۵۔ اگر سالن میں اتفاق سے نمک تیز ہو جائے تو آٹے کی ٹکیہ یا تھوڑا سا کاغذ سالن میں ڈال دینے سے سالن میں نمک کی تیزی جاتی رہے گی۔

۱۶۔ اگر سالن میں کسی وجہ سے مرچیں تیز ہو جائیں تو سالن کا سارا گھی نتھار لیں، اور دوسرے گھی میں تھوڑی سی پیاز کا بگھار کر کے سالن میں ڈال دیں۔ نہ صرف یہ کہ سالن سے مرچوں کی تیزی دور ہو جائیں گی بلکہ سالن زیادہ لذیذ ہو جائے گا۔

۱۷۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ دال پرانی ہونے کی وجہ سے بہت دیر تک پکاتے رہنے کے باوجود بھی نہیں گلتی ہے۔ اگر کبھی ایسا اتفاق ہو جائے اور آپ کی دال نہ گل رہی ہو تو خربوزے کے چھلکوں کا سفوف ہنڈیا میں ڈال دیں۔ فوراً آپ کی دال گل جائے گی۔

۱۸۔ اگر گوشت نہ گل رہا ہو یا آپ گوشت کو جلدی سے گلانا چاہتے ہوں اور اتفاق سے آپ کے پاس کو کر نہ ہو تو مالٹے کے چھلکے کو لے کر اس کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کر لیں اور گوشت کی دیگچی میں ڈال دیں۔ آپ دیکھیں گے کہ حیرت انگیز طور پر چند منٹ میں ہی آپ کا گوشت گل جائے گا۔

۱۹۔ اونی اور گرم کپڑوں کو کپڑوں وغیرہ سے بچانے کے لیے تھوڑی سی پھٹکری خوب باریک پیس کر اونی کپڑوں پر چھڑک دیں۔ کپڑے نمی، ہوا اور کیڑوں سے پوری طرح محفوظ رہیں گے۔

۲۰۔ المونیم کے برتنوں کو صاف اور چمک دار بنانے کے لیے دھان کا کھردرا سوکھا ہوا بھوسہ لے کر اس سے برتنوں کو اچھی طرح مانجھیں۔ جب وہ صاف اور چمکیلے نظر آنے لگیں تو صابن سے اچھی طرح دھو لیں۔ آپ کے المونیم کے برتن نہایت چمکدار ہو جائیں گے۔

۲۱۔ اگر پیتل کے گلدان یا پیتل کے برتن کالے ہو گئے ہوں تو ایک کھٹا سنگترہ یا لیموں کاٹ کر اسے کالے برتن پر خوب ملیں۔ چند منٹ ملنے سے برتن کے تمام دھبے دور ہو کر برتن صاف ہو جائے گا۔

۲۲۔ الماری میں رکھی ہوئی کتابوں، رسالوں اور اخباروں کو کیڑوں اور دیمک سے محفوظ رکھنے کے لیے نیم کی پتیاں تھوڑی تھوڑی سی کتابوں اور رسالوں کے اوراق میں ڈال دیجیے۔ آپ کی کتابیں اور رسالے دیمک وغیرہ سے محفوظ رہیں گے۔

۲۳۔ ایک شیشی میں خالص سرسوں کا تیل ڈالیں اور اس میں چنے کے برابر گھی ڈالیں۔ اصلی گھی فوراً نیچے بیٹھنا شروع ہو جائے گا۔ بناسپتی گھی اوپر ہی تیرتا رہے گا۔ انہیں ملا کے تیل میں ڈالیں تو عام طور سے بیچ میں آجائے گا۔

۲۴۔ گراموفون کے ریکارڈ اگر خراب ہو جائیں تو انہیں پانی میں ابالیں۔ روئی کی طرح نرم ہو جائے گا جیسا سانچہ ہو اس میں ڈھال لیں اسی طرح رکابیاں بنائی جاتی ہیں۔

۲۵۔ تانگوں وغیرہ کے پہیوں کے پاس سے گزرتے ہوئے سیاہ چیکٹ کے داغ کپڑوں پر پڑ جایا کرتے ہیں۔ ان پر اور تارکول کے دھبوں پر یوکلپٹس آئیل میں کپڑا تر کر کے نرمی سے ملیں دھبے دور ہو جائیں گے۔

۲۶۔ ڈبل روٹی کی قاشیں اگر ہموار نہیں کٹتیں ہر قاش کے کاٹنے سے پہلے چھری کھولتے ہوئے پانی میں ڈبو لیں۔ عمدہ پتلی اور ہموار قاشیں اترتی چلی آئیں گی۔

۲۷۔ صابون کا پانی کیسا ہی میلا کچیلا ہو گلاب کے پودوں اور دوسری جھاڑیوں بیلوں وغیرہ کی جڑوں میں ڈالنے میں تامل نہ کریں۔ ان کے لیے مضر نہیں ہے بلکہ کھاد کا کام کرتا ہے۔

۲۸ پینٹ۔ روغن کا دھبہ پڑ جائے۔ دھبہ کے نیچے صاف چیتھڑا رکھ کر تارپین لگائیں پھر پیٹرول استعمال کریں۔ سانپ کے کاٹے کا زود ترین علاج یہ ہے کہ گراموفون ریکارڈ کا کچھ حصہ پیس کر کاٹے کے مقام پر لگائیں۔

۲۹ لپ اسٹک کا دھبہ پڑ جائے تو چاقو سے جس قدر ممکن ہو کھرچ دیں۔ پھر داغ کے نیچے کاربن ٹیٹرا کلورائیڈ لگائیں آخر میں پرو کسائڈ لگائیں

۳۰۔ قہوہ یا سیاہی کا داغ آجائے تو اس مقام کو شیر گرم پانی سے گیلا کریں۔ داغ کے نیچے ابرق رکھیں دو بڑے چمچے میں چاقو کے پھل کی نوک کے پاس جس قدر پرمیگنیٹ آف پوٹاش آجائے ملائیں اور ذرا ٹھہر کے اسے داغ پر لگائیں۔ پھر تین بڑے چمچے پانی میں سوڈیم ہایپو سلفیٹ کی ایک چٹکی ڈال کر محلول داغ پر لگائیں۔

۳۱۔ ریشمی کپڑے پر چکنائی کا دھبہ آجائے تو پانی میں انڈے کی زردی یا امونیا یا فرانسیسی چاک ملا کے لگانے سے دور ہو جائے گا۔

۳۲۔ پیاز کا عرق کان میں ڈالنے سے کان کا درد جاتا رہتا ہے۔

۳۳۔ شہد کی مکھی جب کاٹتی ہے تو اس کے دھڑ میں ڈنک اور زہر کے غدود آدمی کے بدن میں ٹوٹ کے رہ جاتے ہیں اس لیے اس سارے سامان کو فوراً نکال دینا چاہیے۔ اس کا زہر بھڑ کے زہر سے کچھ مختلف ہے مگر بھڑ کا ڈنک شہد کی مکھی کے ڈنک کے مقابلے میں آسانی سے نکل سکتا ہے۔

نرخ نامہ اشتہارات

ماہنامہ طلسماتی دنیا

اپنی تجارت اور دیگر کاموں کو فروغ دینے کے لیے ماہنامہ طلسماتی دنیا میں اشتہار دیجیے

ٹائٹل کا اندرونی پہلا صفحہ۔	اجرت فی اشتہار :	2000
آخری صفحہ۔	" " :	1500
عام صفحہ	" " :	800
نصف صفحہ	" " :	500
چوتھائی صفحہ	" " :	300
۱/۸ صفحہ	" " =	200

کم سے کم تین اشتہار لگاتار چھپوانے پر ۲۵ فی صد کی رعایت اور لگاتار ۱۲ اشتہار چھپوانے پر ۳۰ فی صد کی رعایت دی جائیگی۔

دینی مدارس کے اشتہارات اور ضرورت رشتہ کے اشتہارات پر پچاس فی صد چھوٹ خواہ وہ ایک ہی بار شائع ہوں۔

(منیجر)

آپ کی شخصیت

پسندیدہ رنگوں کے آئینے میں

سفید سفید رنگ پسند کرنے والے نہایت اعلیٰ و ارفع کردار کے مالک ہوتے ہیں۔ وہ نہایت سنجیدہ، نیک، فیاض مہربان، عاجز، بے غرض، شریف اور مرنجان مرنج اور انسانیت نواز ہوتے ہیں۔ وہ نفاست اور صفائی کے دلدادہ ہوتے ہیں بڑے مستقل مزاج، قوت ارادی اور قوت برداشت کے مالک ہوتے ہیں۔ کم گو، لیکن ان کی آواز پراعتماد ہوتی ہے جب چلتے ہیں تو لمبے لمبے ڈگ بھرتے ہیں خیالات کی دنیا میں گم رہنے کے بجائے عملی دنیا میں رہنا پسند کرتے ہیں۔

سُرخ اس رنگ کے مدّاح بڑے شوخ و شنگ ہوتے ہیں۔ وہ بے حد خوش مزاج، جاذب نظر، حوصلہ مند اور غصیلے ہوتے ہیں۔ ہنگاموں کے دلدادہ اور زندگی کی ہر راحت سے خوشی حاصل کرتے ہیں۔ غم و فکر کو پاس پھٹکنے نہیں دیتے آرام و راحت پر ایمان رکھتے ہیں۔ بالکل موڈی ہوتے ہیں اور بڑے غیر ذمہ دار بے صبرے ہوتے ہیں۔ خطرات کا سامنا کرنے سے بالکل نہیں گھبراتے۔ وہ معمولی ذہانت کے مالک ہوتے ہیں۔

زرد اس رنگ کے شیدائی باتونی ہوتے ہیں۔ باتیں کرتے رہنا ان کا دل پسند مشغلہ ہوتا ہے ان کے پاس حیرت انگیز نئی باتوں کا ذخیرہ ہوتا ہے۔ ان کی گفتگو بڑی لچھے دار ہوتی ہے۔ جب باتیں کرنے پر اترتے ہیں تو گھنٹوں باتیں کرتے چلے جاتے ہیں۔ اپنے ہمسایوں کے بارے میں بہت کچھ جاننا ضروری سمجھتے ہیں اور بڑھا چڑھا کر پیش کرنے میں اپنا ثانی نہیں رکھتے۔ لیکن یہ ضروری نہیں کہ وہ عجیب گو ہوں۔ ان میں تجسس کا بہت مادّہ ہوتا ہے۔ گو وہ فیاض طبیعت کے مالک نہیں ہوتے لیکن جب موج میں آجاتے ہیں تو دوسروں کی بہت مدد کرتے ہیں وہ نمائشی قسم کے لوگ ہوتے ہیں اس لیے دکھاوے میں دلی راحت محسوس کرتے ہیں۔ ان کے چہرے کسی قسم کے تاثر سے خالی ہوتے ہیں اس لیے ان کے چہرے سے دلی کیفیات کا اندازہ لگانا مشکل ہوتا ہے۔ وہ صنفِ مخالف سے بیزاری ظاہر کرتے ہیں اور خطرات کا سامنا کرتے ہوئے گھبراتے ہیں۔

سبز اس رنگ کے مشتاق بڑے حاضر جواب اور حاضر دماغ ہوتے ہیں۔ وہ پارے کی طرح بے چین رہتے ہیں۔ وہ نیک فطرت کے مالک ہوتے ہیں۔ غیر ذمہ دار، ملنسار، خوش اخلاق اور سخی ہوتے ہیں وہ راحت و آرام کے متمنی ہوتے ہیں۔ تنہائی بالکل پسند نہیں کرتے۔ گفتگو کے شائق بڑے ہیں اور دلچسپ باتوں سے دوسروں کا دل آسانی سے موہ لیتے ہیں۔ ان کی دماغی صحت جسمانی صحت سے زیادہ اچھی ہوتی ہے۔

نیلا اس رنگ کے سراہنے والے بڑے جذباتی حساس اور انتہا پسند ہوتے ہیں اور حالات سے بہت جلد متاثر ہوتے ہیں۔ پل میں خوشیوں کی بلندیوں کو چھوتے ہیں اور پل میں خوشی اور غم کے گہرے کنارے میں ڈوب جاتے ہیں۔ جذبات

پر قابو نہ رکھنے کی وجہ سے ہمیشہ شش و پنج میں رہتے ہیں۔ قوتِ فیصلہ بہت کمزور ہوتی ہے۔ غیر معمولی محتاط ہونے کی وجہ سے شاید ہی نقصان اٹھاتے ہیں۔ ان میں تجسس کا مادہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوتا ہے۔ وہ بڑے ذمہ دار، ہنس مکھ، ملنسار، خوش اخلاق، وفادار اور بے حد ضدی ہوتے ہیں۔ امید کے سہارے جیتے ہیں۔ ایسے لوگ ماتحت کے بجائے حاکم بننا زیادہ پسند کرتے ہیں۔ بڑے اعلیٰ منتظم ثابت ہوتے ہیں۔

نارنجی اس رنگ کو ترجیح دینے والے لوگ متوازن طبیعت کے مالک ہوتے ہیں۔ ان کا رویہ نہایت خوشگوار، نرم و شیریں اور دوستانہ ہوتا ہے۔ دوستی میں میانہ روی کو برقرار رکھنا پسند کرتے ہیں۔ اس سے یہ مراد ہے کہ نہ ہی وہ اپنے واقف کاروں سے گرم جوشی کا اظہار کرتے ہیں اور نہ ہی سرد مہری کا اظہار کرتے ہیں۔ وہ جلد طیش میں نہیں آتے ان کا غصہ دیرپا نہیں ہوتا۔ وہ معاف کرنے والے اور بات کو بھلا دینے والے ہوتے ہیں لالچی اور کینہ پرور نہیں ہوتے۔ ان کی نرم روی کی وجہ سے دوسرے ان سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کرتے ہیں ان میں جلد دوستی کا مادّہ نہیں ہوتا نئے نئے دوستوں کے بجائے چند مستقل دوستوں پر قناعت کرتے ہیں اس لیے انہیں مغرور تصور کیا جاتا ہے لیکن اپنے محدود احباب میں اپنی شگفتہ بیانی کے باعث مقبول ہوتے ہیں۔ ان میں قوت برداشت کوٹ کوٹ کر بھری ہوتی ہے۔

سیاہ یہ ماتمی رنگ ہے۔ اس رنگ کے چاہنے والے سنجیدہ، ضدی، رنجیدہ، سرد اور نیک فطرت ہوتے ہیں۔ لوگوں کی بھلائی کے متمنی ہوتے ہیں لیکن ان کی کوشش کو اچھی نظر سے نہیں دیکھا جاتا۔ ایسے لوگ پر امید نہیں ہوتے۔ زندگی کے تاریک پہلوؤں کو دیکھتے ہیں تصویر کے دوسرے رخ پر ایمان نہیں رکھتے۔ گوشہ نشین ہوتے ہیں دنیا کے ہنگاموں سے دور رہ کر لذت محسوس کرتے ہیں ایسے لوگ دنیا سے خائف رہتے ہیں اور پھونک پھونک کر قدم رکھتے ہیں۔ دوسروں پر بھروسہ نہیں کرتے۔ بڑے موڈی ہوتے ہیں اگر ان کو حکومت مل جائے تو بڑے کامیاب حکمراں ثابت ہوتے ہیں۔

سلیٹی اس رنگ کے پسند کرنے والے خاموش، قابل، جلد باز، تجارتی، سرد، خوددار اور مغرور ہوتے ہیں۔ اپنے پسندیدہ موضوعات پر دل کھول کر بحث کرتے ہیں۔ اعلیٰ ذہانت کے مالک ہوتے ہیں لیکن عملی طور پر کسی چیز سے استفادہ کرنے سے قاصر رہتے ہیں۔ دوسروں کی رہنمائی اور مدد کے بغیر کچھ نہیں کر سکتے۔ ہر کام کو اعتماد اور دلچسپی سے کرتے ہیں۔ ان کی جسمانی صحت اچھی نہیں ہوتی، اس لیے کمزور رہتے ہیں۔

گلابی اس رنگ کے شائق خوش مزاج ہوتے ہیں وہ ذمہ داریوں سے بخوبی عہدہ برآ ہوتے ہیں اور سنجیدگی سے ہر بات کا حل ڈھونڈتے ہیں۔ وہ اس چیز کے علمبردار ہوتے ہیں کہ ہر شخص کے لیے خاص وقت اور خاص مقام ہوتا ہے۔ غیر معمولی محتاط، بزدل اور حساس ہوتے ہیں۔ دوسروں کو خوش کرنے کے خواہش مند ہوتے ہیں۔ لڑائی جھگڑوں سے پرہیز کرتے ہیں سکون و امن کو دل سے چاہتے اور امن برقرار رکھنے کے لیے اپنا نقصان بھی برداشت کر لیتے ہیں۔ ان کی ذہنی اور جسمانی حالت، قابل رشک ہوتی ہے۔



بھوت

آپ بھوتوں پر اعتقاد رکھیں یا نہ رکھیں، کم از کم بھوتوں کے وجود پر جو آنکھوں دیکھے قصے موجود ہیں، ان کا بغور مطالعہ کرنے سے بے یقینی کے بجائے اعتقاد بڑھتا جاتا ہے اور انگلستان کی سوسائٹی فار فزیکس ریسرچ نے بڑی تحقیق کے بعد بھوتوں کے وجود کو ثابت کر دیا ہے' اور کچھ ماہرین نفسیات بھی ان کے وجود کے قائل ہوتے جا رہے ہیں۔ کچھ اب بھی ہیں جو انہیں محض نظر کا دھوکہ سمجھتے ہیں۔ منکری کا کہنا ہے کہ ہم جو کچھ دیکھتے ہیں یا سنتے ہیں اس میں سے زیادہ خارجی اشیاء یا آواز کا براہ راست عکس نہیں ہوتا، بلکہ گذشتہ تجربوں کا نتیجہ ہوتا ہے جسے ہمارا لاشعور سامنے پیش کر دیتا ہے۔ ان کا تعلق ہمارے تصورات سے ہے۔

اگر کوئی اعصابی کمزور شخص کسی ایسے مکان میں جاتا ہے جس کے متعلق وہ سن چکا ہے کہ اس میں بھوت پریت کا سایہ ہے۔ تو ضرور کسی "بھوت" کو دیکھے گا اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ تو پہلے ہی سے بھوت کو دیکھنے کی توقع رکھتا ہے' اور یہ ایک نفسیاتی حقیقت ہے کہ جس چیز کی ہم کو توقع ہوگی' وہ چیز تصوری خاکہ کے جامہ میں ہمارے سامنے آ کھڑی ہوگی۔ اگر کہیں ہم پر یہ خوف طاری ہو گا کہ کہیں بھوت نظر نہ آ جائے تو یہ خوف ہی بھوت کو پیدا کرنے اور حقیقتاً ہماری آنکھوں کو نظر آنے کا باعث ہو گا پھر بھی بھوتوں کی موجودگی کے حق میں ناقابل تردید مشاہدے موجود ہیں اسی لیے ہم کو اس موضوع پر اچھی طرح غور کرنے کے لیے تیار رہنا چاہیے۔

بھوتوں کے متعلق اکثر و بیشتر کہانیاں فرضی ہیں جن کا ذکر ہم نہیں کریں گے اور صرف ایسے قصوں کو لیں گے جن کی صداقت پر کسی کو شبہ نہیں۔

انگلستان میں ڈمفرائز کے علاقہ میں ایک بھوت صدیوں سے لوگوں کو پریشان کیے ہوئے ہے۔

مشہور یہ ہے کہ ایک شخص پارٹیس نے اپنے مکان میں

میں آگ لگادی۔ سر الگزینڈر جارڈین نے سزا دا اسے
سپڈلن ٹاور کے تہہ خانہ میں بند کردیا۔
جارڈین کو ایک ضروری کام کے سلسلہ میں اڈنبرگ جانا
پڑا۔ جلدی میں وہ تہہ خانہ کی کنجی بھی لے گئے جب ان کو اپنی غلطی
کا اعتراف ہوا تو انہوں نے ایک شخص کے ہاتھ وہ کنجی بھیجی لیکن
وہ بےچارہ بھوک سے تڑپ تڑپ کر مرچکا تھا۔
کچھ عرصے کے بعد جارڈین کے گھر والوں کو پاڑیس کا
بھوت پریشان کرنے لگا—— رات کی خاموشی میں
وہ دروازے پیٹتا اور چیختا مجھے باہر نکالو میں بھوک سے
مر رہا ہوں اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اگر کوئی شخص کنجی کے سوراخ
سے اندر کوئی لکڑی ڈالتا تو آزردہ خاطر بھوت لکڑی کو توڑ
ڈالتا تھا۔
بھوت کے غم وغصہ کو ٹھنڈا کرنے کے لیے تہہ خانہ
میں ایک بائبل رکھی گئی پھر بھوت کی آوازیں بند ہوگئیں۔ لیکن
کچھ عرصہ بعد جب بائبل کی جلد بندی کے لیے تہہ خانہ سے
نکالا گیا تو پھر وہی شور، واویلا——
جارڈین اس درمیان میں ایک دوسرے مقام پر
رہنے لگے تھے۔ بھوت وہاں پہنچا اور اتنا پریشان کیا کہ
بائبل کو فوراً تہہ خانے میں پہنچا دیا گیا۔
لندن کے ٹاور کے متعلق بھی ایک قصہ منسوب ہے
جسے ای ایل سونتی نے اپنی تصنیف (ٹوئنس اینڈ گوریز)
میں لکھا ہے۔
ایک رات جب وہ اپنے خاندان کے دوسرے افراد
کے ساتھ کھانا کھا رہے تھے۔ کھانے کے کمرے کے تمام
دروازے اور کھڑکیاں بند تھیں ان کی بیوی شراب کا ایک
گلاس اٹھا کر ہونٹوں سے لگانے والی تھیں کہ وہ چیخیں۔
یہ کیا ہے۔

سب نے ادھر دیکھا جدھر وہ ڈری ہوئی نظروں سے
دیکھ رہی تھیں۔ ایک شیشہ کا تین فٹ لمبا گلاس ہوا میں تیر
رہا تھا۔ اور اس میں دودھ کے قسم کا کوئی رقیق مادہ بھرا تھا
دیکھتے ہی دیکھتے یہ گلاس کھانے کی میز کے ارد گرد ناچنے لگا
سب انگشت بدنداں دیکھتے رہے کہ بیوی پھر چلائیں ہوا رے
یہ مجھ پر منڈلا رہا ہے——"
سونتی نے اپنی بیوی کو بچانے کے لیے ایک کرسی اٹھا کر
ہوا میں پھینکی، جو دیواروں سے ٹکرا کر گر گئی اور گلاس غائب
ہوگیا۔
لندن ہی میں ۵۰ برکلے سوائر کے متعلق بھی ایک قصہ
منسوب ہے۔
کچھ سال ہوئے لندن کے ایک قصبہ کے ایک خاندان نے
لندن میں کچھ دن گذارنے کے لیے اس مکان کو کرایہ پر لیا۔ اس
میں تین لڑکیاں تھیں، ایک لڑکی معزز شخص سے منسوب
تھی۔ کرایہ پر مکان لینے سے پیشتر ہی انہیں معلوم ہوگیا تھا کہ
اس پر بھوتوں کا سایہ ہے لیکن جب اس میں رہتے رہتے ایک
عرصہ گذر گیا تو ان سے منسوب قصہ کو جھوٹا سمجھنے لگے۔ کیوں
کہ ان کو نہ تو کوئی بھوت نظر آیا اور نہ کوئی آواز سنائی دی۔
کچھ دنوں بعد انہوں نے اپنی لڑکی کے منگیتر کو مدعو کیا۔
اور اسے اس کمرہ میں ٹھہرانے کا انتظام کیا جس میں ابتک
کوئی نہ رہتا تھا جس دن وہ آنے والے تھے اس سے قبل والی
رات تک ایک نوکرانی کمرہ کو سجاتی رہی۔
بارہ بجے ہی تھے کہ سارا گھر نوکرانی کی چیخوں سے گونج
گیا سب جاگ گئے، اور بھاگتے ہوئے اس کمرہ میں پہنچے۔ وہ
بےچاری سراسیمہ زمین پر پڑی تھی اور اس کی دہشت زدہ
آنکھیں کمرہ کے ایک کونے میں گڑی ہوئی تھیں اس کونہ میں
کسی کو کچھ نہ دکھائی دیا۔ اسی وقت کنگ جارج ہسپتال میں

اسے لے جایا گیا۔ جہاں صبح ہوتے ہوتے وہ چل بسی اور
اپنے تجربہ کے متعلق ایک لفظ نہ بتا سکی۔
صبح ہوئی اور لڑکی کا منگیتر آیا۔ جب اسے نوکرانی کا حال
معلوم ہوا تو اس نے اپنے شانے کی جنبش کے ساتھ کہا کہ وہ
تو بس ڈر گئی تھی۔ اور یہ ضد ہوا کہ وہ اسی کمرہ میں رات کو قیام
کرے گا۔ لڑکی نے اسے سمجھانے کی کوشش کی اس کے کہنے سننے
پر وہ راضی ہوگیا، کہ اگر کچھ ہوا اور کوئی نظر آیا تو وہ گھنٹی بجا
دے گا۔ لیکن پہلی گھنٹی سن کر کوئی کمرہ میں داخل نہ ہو، کیونکہ
ممکن ہے وہ ڈر کر بلاوجہ گھنٹی بجائے اور سب کو پریشان کرے
ہاں اگر دوسری مرتبہ گھنٹی بجے تو سب آسکتے ہیں۔
رات آئی، اور وقت گذرنے لگا۔ آدھی رات کے قریب
لڑکی کی عجیب حالت تھی اس کے کان اپنے منگیتر کے کمرے کی
طرف لگے ہوئے تھے۔
آخر کار—— بہت آہستہ آہستہ سے گھنٹی بجی
پھر چند منٹوں تک خاموشی رہی، اور پھر پوری رفتار کے ساتھ
گھنٹی بجنے لگی۔
سب دوڑے، دروازہ کھولا۔ مہمان بھی اسی حالت
میں پڑا تھا جس میں نوکرانی تھی۔ اور اسی کونہ میں دہشت زدہ
نظروں سے دیکھ رہا تھا—— اس نے بھی نہیں بتایا
کہ اس نے کیا دیکھا—— اسی دن اس خاندان نے مکان
کو چھوڑ دیا۔
یا آپ کراچی ہی کے ایک واقعہ کو لیں۔
آپ سب کو یاد ہوگا کہ کراچی کے قریب ایک چھوٹے
سے جزیرہ میں ایک سائنس داں رہتے ہیں۔ کچھ مہینہ
ہوئے ان کے مکان پر پتھروں کی بارش ہوئی دن کی روشنی
میں پتھر آتے، اور گھر کے ایسے کونوں میں لگتے کہ باہر سے
پھینکنے والا ان کونوں تک پتھر نہیں پہنچا سکتا تھا۔ پولیس کے
پہرہ لگائے گئے۔ خود صاحب مکان جو بھوتوں پر اعتقاد نہیں
رکھتے تھے اس پراسرار شخص کی تلاش میں رہے، لیکن کوئی پتہ
نہ چلا اور یہ پتھر خود بخود گرنا بند ہوگئے اور اسی علاقے میں
دوسرے کے مکان میں پتھروں کی بارش ہونے لگی۔
یہ قصے اور کہانیاں نہیں حقائق ہیں جن سے انکار نہیں کیا جا
سکتا۔ سائنس داں حضرات ان کی کچھ ہی تاویلیں کیوں نہ
پیش کریں۔ یہ راز اب تک راز بنا ہوا ہے۔

انعامی پیشکش (۱)

ایک ہزار روپے نقد انعام دیے جائیں گے

ذیل میں ۹ سوالات دیے جارہے ہیں۔ آپ ان کے جوابات لکھ کر لکھ کر ۱۵ فروری ۱۹۹۴ء تک ہمیں روانہ کردیں۔ جواب دینے کے لیے "طلسماتی دنیا" کا خریدار ہونا ضروری نہیں ہے۔ البتہ ٹوکن ضرور روانہ کریں ورنہ آپ کے جوابات شریک مقابلہ نہ ہوسکیں گے۔ اگر آپ کے جوابات درست ہوئے تو آپ کو پانچسو روپے نقد دیے جائیں گے ——— ایک غلطی پر تین سو روپے دیے جائیں گے ——— دو غلطی آنے پر دو سو روپے دیے جائیں گے۔

نوٹ: ایک ٹوکن کے ساتھ صرف ایک ہی شخص جوابات کی ایک ہی فہرست روانہ کرسکتا ہے۔

سوال: ۱ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ایک بیوی کا نام ہاجرہ ایک بیوی کا نام سارہ تھا۔ آپ کی تیسری بیوی کا نام کیا تھا؟

سوال: ۲ اسلام میں باجماعت نماز سب سے پہلے کس مسجد میں ادا کی گئی؟

سوال: ۳ شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی رح کا تاریخی نام بتایئے۔؟

سوال: ۴ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نمازِ جنازہ کس صحابی نے پڑھائی؟

سوال: ۵ یہ شعر کس شاعر کا ہے۔

اب تو گھبرا کے یہ کہتے ہیں کہ مر جائیں گے
چین مر کر بھی نہ آیا تو کدھر جائیں گے

سوال: ۶ ماں اور بیوی میں ہمدردی کی مستحق کون ہے؟

سوال: ۷ جھوٹ بولنا گناہ ہے۔ بتایئے کہ جھوٹ بولنا کس وقت واجب ہوتا ہے؟

سوال: ۸ کہاں جون جولائی کے بعد اور جولائی اگست کے بعد آتا ہے؟

سوال: ۹ مندرجہ ذیل ۹ حروفِ تہجی کو اس طرح ترتیب دیجیے کہ صرف ایک لفظ بن جائے۔

م ر ظ ک ل ف ی ا

جواب اس پتہ پر روانہ کریں: انعامی پیشکش نمبر ۱ "ماہنامہ طلسماتی دنیا" محلہ ابوالمعالی۔ دیوبند۔

کیا ہماری تقدیر ستاروں کی گردش سے وابستہ ہے؟

کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ایک نجومی سلطان محمود غزنوی کے دربار میں پہنچا اور اپنی قابلیت اور علمیت کا سکہ بٹھانے کی خاطر سلطان سے کہا: "اگر حضور مجھے اپنی پیدائش کا وقت دن اور سال بتائیں تو میں یہ بتادوں گا کہ آپ کتنے دن اور جئیں گے"۔ سلطان کو اس سوال سے کوئی دلچسپی نہ تھی لیکن اس نے اپنے درباریوں کی آنکھوں میں تجسس کی ایک خاص جھلک دیکھ کر نجومی کی خواہش پوری کردی۔ نجومی نے سلطان کا زائچہ تیار کرکے حساب لگایا اور کہا: "حضور مجھے بڑے افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ آپ کی زندگی کا صرف ایک ہفتہ باقی رہ گیا ہے"

نجومی کی بات سن کر پورے دربار پر سناٹا چھا گیا ——— سلطان کا یہ ایمان تھا کہ زندگی اور موت اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے اور اس دنیا سے رخصت ہونے کے لیے جو وقت متعین ہوچکا ہے اسے نہ تو گھٹایا اور نہ ہی بڑھایا جاسکتا ہے۔ لیکن اس نے یہ بھی محسوس کیا کہ اگر یہ بات عوام کے کانوں تک پہنچی تو شر پسند عناصر بدامنی پھیلانے کی کوشش کریں گے اس نے نجومی کو دوبارہ حساب لگانے کو کہا نجومی نے ایک بار پھر سلطان کا زائچہ غور سے دیکھا اور بڑے وثوق سے کہا کہ اس نے جو کچھ بتایا ہے بالکل صحیح ہے اور سلطان ایک ہفتے کے بعد یقیناً انتقال کرجائے گا۔

سلطان محمود نے سوچا کہ اس نجومی کے ساتھ بحث کرنا فضول ہے۔ لیکن وہ نجومی کی ایمان شکن خرافات کی تردید میں ایک ایسا عملی ثبوت پیش کرنا چاہتا تھا جو اس قسم کی توہمات کا ہمیشہ کے لیے خاتمہ کردے اس نے نجومی سے پوچھا: "نجومی تم یہ بتاؤ کہ تمہاری موت کب آئے گی؟ نجومی نے اپنا زائچہ کھول کر سلطان کے سامنے رکھا اور کہا کہ میرے ستارے یہ بتاتے ہیں کہ آئندہ بیس سال تک میری زندگی کو کوئی خطرہ نہیں ہے"۔ سلطان نے پھر اس کو سمجھاتے ہوئے کہا کہ "ممکن ہے کہ تم آج اپنے مکان کی سیڑھیوں سے گر پڑو اور آج ہی انتقال کرجاؤ"۔ نجومی نے بڑی رعونت سے جواب دیا۔ ناممکن۔ میں بیس سال تک نہیں مرسکتا"۔ سلطان کے نزدیک ہی شاہی جلاد کھڑا تھا۔ اس نے اشارہ پاتے ہی تلوار کا ایک بھرپور ہاتھ لگایا اور نجومی کی بے جان لاش فرش پر ڈھیر ہوگئی۔

نجومی نے جو پیش گوئی سلطان محمود اور اپنے بارے میں کی تھی وہ غلط ثابت ہوئی لیکن ۱۹۵۷ء میں امریکہ کے ایسٹرالوجرز گلڈ کے چیرمین مسٹر المارلیسن نے یہ پیش گوئی کی تھی کہ ۱۹۶۰ء کے صدارتی انتخاب میں جو شخص امریکہ کا صدر بنے گا وہ اپنے عہدے کی مدت کے دوران ہی مرجائے گا۔ اس نے کہا تھا کہ ہر بیس سال کے بعد دو بڑے سیارے

ہو کر خلائی سفر بھی کر چکا ہے۔ لیکن جہاں تک ستاروں کے اثرات اور افراد کی قسمت کا تعلق ہے اسے سائنس والوں نے محض ایک واہمہ قرار دیا ہے یہ واہمہ اب بعض سائنس دانوں کو بھی ستانے لگا ہے۔ ان کا خیال ہے کہ پوری کائنات ایک ایسے مضبوط نظام کے تحت قایم ہے جس میں اتفاقات کی کوئی گنجائش نہیں۔ اگر اتفاقات کی ذرہ برابر بھی گنجائش ہوتی تو ہماری زمین چاند اور دوسرے سیارے کئی بار ایک دوسرے سے ٹکرا چکے ہوتے۔ اور جب ہمیں اس بات کا یقین ہے کہ پوری کائنات میں مکمل نظم و ضبط برقرار ہے اور ہماری زمین پر ہمیشہ سے سورج کی کرنوں سے گرمی اور چاند کی کشش سے سمندر میں مدوجزر ہوتا رہا ہے تو یہ بات بھی قرین قیاس ہے کہ اجرام فلکی انسان کی قسمت پر بھی اثر انداز ہوتے رہے ہیں اور ان کی گردش افراد اور اقوام کے ماضی، حال اور مستقبل کو بنانے یا بگاڑنے میں مدد دیتی ہے۔

ان سائنس والوں کا یہ کہنا ہے کہ جب ہم اجرام فلکی کا مشاہدہ کرنے کے بعد گرمی سردی، بارش اور طوفان وغیرہ کے متعلق صحیح پیش گوئیاں کر سکتے ہیں تو ہم کسی فرد کے زائچے کو دیکھ کر اس کے مستقبل اور اس کی زندگی اور موت کے بارے میں بھی پیش گوئی کر سکتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ کرۂ ارض کے ہر جاندار کا اعصابی نظام برقیات (الیکٹرانکس) کے تحت کام کرتا ہے۔ ہمارے جسم کے اندر کروڑوں برقی خلئے ہیں اور یہ برقی خلئے ہر لمحہ ان برقی مقناطیسی (الیکٹرو میگنیٹنگ) لہروں سے متاثر ہوتے رہتے ہیں جو کائنات کے ستارے کروڑوں میل کی دوری سے ہر وقت بھیجتے رہتے ہیں۔ یہی لہریں انسان کے افعال اور کردار کا تعین کرتی ہیں اور یہی لہریں اس کے غم اور خوشی۔ راحت اور اذیت۔ کامیابی اور ناکامی۔ اور حیات و موت کا بھی فیصلہ کرتی ہیں۔

ان سائنس والوں نے مشہور ماہر نفسیات ڈاکٹر کارل ینگ کی بعض تحقیقات کو بھی سائنسی رنگ دینے کی کوشش کی ہے۔ کارل ینگ کسی شخص کی نفسیات کا مطالعہ کرتے وقت اس کے زائچے کی مدد بھی لیتا ہے۔ اس کا یہ کہنا ہے کہ ایک ہی برج اور ایک ہی سیارے کے زیر اثر جتنے بھی لوگ پیدا ہوتے ہیں ان کے افعال اور کردار میں بڑی یکسانیت پائی جاتی ہے اور اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اجرام فلکی انسانی زندگی پر یقیناً اثر ڈالتے ہیں اور ہم پر جو کچھ گزرتی ہے یا گذرنے والی ہوتی ہے اسے محض اتفاق یا حادثہ کہہ کر نہیں ٹالا جا سکتا۔ اس نے "ہم آہنگی" کا نظریہ پیش کرتے ہوئے یہ کہا تھا کہ کائنات کی تمام چیزیں ایک دوسرے سے مربوط ہیں اور کسی مقررہ وقت پر جو حالت اور کیفیت کسی ایک چیز کی ہوتی ہے وہی کیفیت دوسروں میں بھی پائی جاتی ہے۔ اس نے یہ دعویٰ کیا تھا کہ علم نجوم جسے تین سو سال پہلے سائنسی اور تعلیمی اداروں سے نکال باہر کیا گیا تھا۔ اب پھر دنیا کی بڑی بڑی یونیورسٹیوں میں داخل ہو رہا ہے۔ اور اسے یقیناً وہ مقام مل کر رہے گا جس کا یہ جائز حقدار ہے۔

مگر وہ مقام کون سا ہے۔ اس سوال کا جواب دینے کے لیے روایات اور توہمات کے ان جالوں کو صاف کرنا ہوگا جو علم نجوم کے اردگرد تانے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ اس بات کا بھی علمی ثبوت پیش کرنا ہوگا کہ اجرام فلکی کی گردش کس طرح کرہ ارض پر بسنے والوں کی زندگی پر اثر انداز ہوتی ہے اور ان کے مطالعے سے کس طرح آنے والے واقعات کی جھلک دیکھی جا سکتی ہے۔ جب تک ان باتوں کا جواب عقلی اور علمی سائنس کی زبان سے نہیں ملتا اس وقت تک کسی زائچے یا کسی برج یا کسی پیش گوئی کو درخور اعتنا نہیں سمجھا جا سکتا اور جس قوم میں بھی یہ مرض بڑھ جائے گا اس کا وہی حشر ہوگا جو بابل کا ہوا ہے

÷×÷

جوپیٹر اور سیٹرن ایک دوسرے کے نزدیک آجاتے ہیں اور جب وہ نزدیک آجاتے ہیں تو امریکی صدر کی موت واقع ہو جاتی ہے۔ اس نے بتایا تھا کہ ۱۸۴۰ء میں ولیم ہیریسن، ۱۹۶۰ء میں ابراہم لنکن، ۱۹۸۰ء میں جیمز گارفیلڈ، ۱۹۰۰ء میں میک کنلے، ۱۹۲۰ء میں وارن ہارڈنگ اور ۱۹۴۰ء میں فرینکلن روز ویلٹ کی وفات ہوئی تھی۔ اس نے کہا تھا کہ جوپیٹر اور سیٹرن ۱۹۶۰ء میں ایک دوسرے کے نزدیک آئیں گے اور اس کا اثر امریکہ کے نئے صدر پر بھی ہوگا۔ الارلیسن کے علاوہ ایک اور نجومی مسٹر پرایر نے بھی صدر کنیڈی کا زائچہ دیکھ کر کہا تھا کہ صدر کے لیے ۱۹۶۳ء کا سال بڑا منحوس ثابت ہوگا اور انہیں اپنی زندگی سے ہاتھ دھونا پڑے گا۔

ان نجومیوں کی پیش گوئیاں صحیح ثابت ہوئیں لیکن کیا انہیں خود بھی اپنی پیش گوئیوں پر یقین تھا۔ اس کا جواب ہر صاحب عقل نفی میں دے گا۔ کیوں کہ علم نجوم اپنی گزشتہ پانچ ہزار سالہ جدوجہد کے باوجود سائنس کا درجہ حاصل کرنے میں ناکام رہا ہے اگرچہ اس کا چرچا زمانہ قدیم سے مشرقی ممالک میں رہا ہے اور وہاں کے بیشتر عوام اپنی روزمرہ کی زندگی میں بھی سعد اور نحس ساعتوں پر یقین کرتے آئے تھے لیکن ان باتوں نے انہیں فائدہ پہنچانے کے بجائے ہمیشہ نقصان ہی پہنچایا، تاریخ یہ بتاتی ہے کہ آج سے کوئی پچاس سو سال قبل بابل کے نجومیوں کا سردار بردسس ایک دفعہ تاروں بھری رات میں سعد اور نحس ساعتوں کا مشاہدہ کرنے نکلا۔ اس نے مختلف ستاروں اور سیاروں کا مطالعہ کرنے کے بعد بابل کے بادشاہ کو یہ بتایا کہ اسیریا کے خلاف فوج کشی کی شبھ گھڑی آپہنچی ہے اور اگر اس وقت دشمن پر حملہ کر دیا جائے تو فتح یقینی ہے بردسس اور اس کے ساتھی نجومیوں نے بابل کو کتنا فائدہ پہنچایا یہ پتہ لگانا مشکل ہے لیکن آج ہر شخص یہ دیکھ سکتا ہے کہ زمانہ قدیم کی اس عظیم الشان سلطنت کا نام و نشان بھی صفحہ ہستی سے مٹ چکا ہے۔

بابل کا جو حشر ہوا وہی ڈرامہ کئی ایشیائی ممالک اور قدیم مصر اور یونان میں بھی دہرایا گیا۔ دوسری صدی عیسوی میں یونان کے مشہور نجومی ٹالمی نے علم نجوم کی مختلف روایات اور تجربات کو ایک کتاب میں یکجا کیا جس کا نام ٹیٹراببلوس ہے اس کتاب کو نہ صرف کلاسیکی بلکہ بنیادی حیثیت حاصل ہے اور اسی کے ذریعے علم نجوم کو مغربی ممالک میں پہنچنے میں مدد ملتی ہے۔ اس کا رواج تاریخ کے ان ادوار میں زیادہ رہا ہے جب انسانی ذہن کو شکوک و شبہات کی بھول بھلیوں میں بھٹکنا پڑا ہے اور سماجی اور اقتصادی حالات کے تذبذب نے افراد اور اقوام کو یقین محکم اور عمل پیہم کے صراط مستقیم سے دور ہٹا دیا ہے اس کا رواج ان ممالک میں بھی رہا ہے جو صنعتی اعتبار سے انتہائی ترقی یافتہ رہے ہیں لیکن جہاں ایمان اور اخلاقیات کے بنیادی اصولوں کی گرفت ڈھیلی ہو گئی ہے۔ یہ کہا جاتا ہے کہ آج بھی ریاست ہائے متحدہ امریکہ میں دس ہزار کل وقتی اور پونے دو لاکھ جز وقتی نجومی اپنا منافع بخش کاروبار چلا رہے ہیں اور وہاں کے ایک ہزار سات سو پچاس روزناموں میں سے ایک ہزار دو سو اخباروں میں ہر روز ستاروں، سیاروں، برجوں اور ان کے اثرات کے کالم لکھے جا رہے ہیں اور یہ سب کچھ اس زمانے میں ہو رہا ہے جسے ایٹمی دور کہتے ہیں۔

لیکن بعض ایٹمی سائنس والوں نے علم نجوم کا حدود اربعہ متعین کرنے کی کوشش شروع کر دی ہے جہاں تک ستاروں کے عقلی اور علمی شواہد کا تعلق ہے یہ ایک مکمل سائنس کی بدولت انسان زمین اور چاند کے مداروں میں داخل ہو

انسانوں اور جانوروں کے درمیان زبردست مناظرہ

ایک دلچسپ نایاب کتاب جو قسطوار شائع کی جائے گی
قسط ۱
فصل ۱

شاہ جنات کے دربار میں جانوروں کے خلاف انسانوں کا استغاثہ

ترجمانی
حسن احمد صدیقی
فاضل دارالعلوم دیوبند

صاحب تصنیف اپنی کتاب کا آغاز اس طرح کرتے ہیں کہ ابتدائے آفرینش میں جب انسان بہت تھوڑے تھے اس وقت اُن کا حال یہ تھا کہ جانوروں سے ڈر کر غاروں میں چھپ جاتے تھے اور درندوں کے خوف وخطرات سے گھبرا کر ٹیلوں اور پہاڑوں میں پناہ لیا کرتے تھے اتنا اطمینان بھی نہیں تھا کہ دو چار آدمی مل کر کھیتی باڑی کرسکیں اور اپنے لئے اناج وغیرہ پیدا کرنے کی ہمت کرسکیں یا کپڑا وغیرہ بننے کا سامان مہیا کریں اور اپنے جسموں کو تہذیب اور سلیقہ کے ساتھ ڈھانپ سکیں، صورت حال یہ تھی کہ گھاس پھوس کھاتے اور درختوں کے پتوں اور کھجور کی چھالوں سے اپنا تن چھپاتے، جاڑوں میں گرم علاقوں میں رہتے اور گرمیوں میں سرد علاقوں میں منتقل ہوجاتے اس وقت ان کے لئے یہ ممکن نہیں تھا کہ ٹھنڈے اور گرم کپڑے تیار کرلیتے اور اسی طرح کافی مدت گذر گئی اور ان کی نسل بڑھتی رہی یہاں تک کہ جب ان کی تعداد ہزاروں میں پہنچ گئی تو ان کے اندیشے ختم ہونے لگے اور رفتہ رفتہ ان کے دلوں سے درندوں کا خوف نکلنے لگا یہاں تک کہ وہ درندوں کا شکار کھیلنے لگے اور خطرناک سے خطرناک جانوروں کو گرفتار کرکے انھیں اپنا غلام بنانے لگے انھوں نے اپنی رہائش کے لئے عالیشان مکان بنانے شروع کردیئے اور اپنی گذر بسر کے لئے کھیتی باڑی وغیرہ شروع کردی انھوں نے سواری کے لئے جانوروں کو استعمال کرنا شروع کردیا اور ان کی ناک میں نکیل ڈال کر انھیں اپنا مطیع اور فرمانبردار بنالیا وہ ان پر سواریاں بھی کرتے اور اپنا بوجھ بھی لاتے۔

ہاتھی، اونٹ، گھوڑے، خچر، گدھے، بیل اور بھینسے جو سدا سے بیابانوں میں شتر بے مہار بنے پھرا کرتے تھے اور جہاں ان کا جی چاہتا جاتے کھاتے پیتے تھے وہ انسانوں کے با دل نخواستہ مطیع اور مجبوراً فرمانبردار ہوگئے، جب انسانوں نے انھیں اپنا غلام اور محکوم بنالیا اور ان پر بوجھ لادنے لگے اور ان سے بار برداری کا کام لیا جانے لگا تو ان کے کاندھے رات دن کی محنت سے چھل گئے اور ان کے پاؤں زخمی ہوگئے ان کے بدن چور چور ہوگئے وہ چیختے اور چنگھاڑتے لیکن انسانوں کے کانوں پر جوں بھی نہ رینگتی اکثر جانور خوف گرفتاری اور شدت مزدوری سے گھبرا کر فرار ہوگئے وہ بیابانوں میں چھپ چھپا کر چوروں کی سی زندگی گذارنے لگے۔

بے شمار پرندے بھی انسانوں سے گھبرا کر دور دراز جنگلوں میں جاکر پناہ گزیں ہوگئے اور انسانوں کے تصور سے تھرانے لگے۔

انسانوں کا خیال یہ تھا کہ تمام جانور خواہ وہ چرند ہوں یا پرند ان ہی کے لئے پیدا کئے گئے ہیں اور ان کی خدمت اور حکم کی تعمیل کرنے پر مجبور ہیں چنانچہ جب بھی موقعہ ملتا وہ طرح طرح کے جال اور پھندے بناکر جانوروں کو پھانستے اور پھر ان سے اپنی خدمت لیتے اور انھیں اپنا محکوم محض بناکر رکھتے اور اسی طرح ایک عرصہ گذر گیا یہاں تک کہ اللہ نے پیغمبر آخر الزماں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خلق کی ہدایت کے لئے بھیجا، نبی برحق نے انسان کی رہنمائی کی اور گمراہی میں غرق ہونے والوں کو ہدایت کا راستہ دکھایا، ہر طرف حق کا نور پھیل گیا، اسلام کا بول بالا ہوا، دلوں کی دنیا میں انقلاب آگیا، روحوں کی دنیا نکھر گئی بعض جنات نے بھی اسلام کی ڈگر اختیار کرلی، آپ کی بعثت اور نبوت کے کچھ عرصہ کے بعد جنات میں سے ایک جن عہدۂ بادشاہت پر فائز ہوا اس کا نام بیوراسپ تھا اور اس کا لقب شاہ مردان تھا یہ جن بڑا عادل اور انصاف پسند تھا دور دور تک اس کے انصاف کی دھوم تھی۔ بلاصاغون نامی جزیرے کے قریب اس کا دارالحکومت تھا، اتفاق کی بات ہے کہ ایک دن انسانوں سے بھرا ہوا ایک پانی کا جہاز کسی طوفان کا شکار ہوکر اس جزیرے کے کنارے آلگا اس میں جتنے بھی سوداگر اور اہل فنون تھے سب کے سب جہاز سے اتر کر جزیرے کی سیر کرنے لگے، انھوں نے دیکھا کہ جزیرہ پھولوں اور پھلوں سے مالامال تھا قسم قسم کے درخت وہاں اگے ہوئے تھے اور طرح طرح کے جانور وہاں ادھر ادھر بے خوف وخطر پھر رہے تھے کوئی روک ٹوک کرنے والا نہیں تھا وہاں کی آب وہوا بھی اتنی لطیف اور عمدہ تھی کہ کسی بھی مسافر کا دل نہ چاہا کہ جزیرے سے لوٹنے کی کوشش کرے چنانچہ انھوں نے آپسی مشورے کے بعد وہیں مکانات وغیرہ تعمیر کرلئے اور وہیں مستقل ٹھکانہ بنالیا، اس کے بعد انھوں نے اپنی خدمت اور ضرورت کے لئے من پسند جانوروں کو گرفتار کرکے ان سے بے تحاشہ کام لینا شروع کردیا، بعض جانوروں نے یہ سلوک دیکھا تو مارے خوف کے انھوں نے جنگل بیابانوں کی راہ لی لیکن انسانوں نے انھیں وہاں بھی چین سے بیٹھنے نہ دیا اور ان کی گرفتاری کے لئے سینکڑوں جتن کئے۔ جب جانوروں کو یہ خبر ملی کہ انسانوں نے نئے نئے جال اور پھندے انھیں پھانسنے کے لئے تیار کرلئے ہیں اور ان کی خیریت میں فرق آنے والا ہے تو انھوں نے جنگل میں ایک ہنگامی میٹنگ کی اور اس میں یہ طے کیا کہ ہم انسانوں کے خلاف شاہ جنات کی عدالت میں مقدمہ دائر کریں گے وہ بہت انصاف پسند ہے وہی ہمارا قضیہ نمٹائے گا ورنہ پھر ہم سب کو اجتماعی خودکشی کرنی پڑے گی۔

چنانچہ تمام جانور شاہ جنات کے دربار میں پہنچے اور تمام تفصیلات اسے سناڈالیں، بادشاہ نے سارا ماجرا سننے کے بعد فوراً اپنا قاصد روانہ کیا اور انسانوں کو اپنے دربار میں طلب کیا چنانچہ ستر آدمی مختلف علاقوں کے بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوئے یہ سب کے سب انتہائی فصیح وبلیغ گفتگو کرنے کے ماہر تھے اور کافی تجربہ کار بھی تھے

بادشاہ نے اپنی عادلانہ طبیعت اور مہمان نوازی کی صفت کا مظاہرہ کرنے کے لئے ان کے لئے رہائش اور کھانے پینے کا معقول بندوبست کیا جب دو تین کے بعد سفر کی تھکان اتر گئی تو بادشاہ نے انھیں اپنی عدالت میں بلایا، انھوں نے بادشاہ کو جب تخت وتاج پر دیکھا تو آداب ونیاز بجالائے اور انتہائی سلیقہ اور حسن شائستگی کے ساتھ بادشاہ کی تعریفیں کرنے لگے، بادشاہ حقیقت میں نیک خصلت تھا انصاف پسند تھا اور اچھائیوں کا قدردان بھی تھا اور سخاوت وفیاضی میں بے مثال تھا بے شمار محتاج وگدا اگر اس کے زیر پرورش رہتے تھے وہ شریعت کا بھی بے حد پابند تھا اور حلال وحرام کی بھی

اسے ہر وقت فکر رہا کرتی تھی اس نے نہایت اخلاق کے ساتھ انسانوں سے پوچھا تم ہمارے ملک میں کیوں آئے؟ اور یہاں قیام کی زحمت تم نے کیوں گوارہ کی؟

ایک شخص نے کھڑے ہوکر جواب دیا، ہم آپ کی انصاف کی شہرت سن کر یہاں آئے ہیں، ہمیں معلوم ہوا ہے کہ آپکے دربار سے کوئی بھی شخص مایوس ومحروم ہوکر نہیں گیا آپ نے ہمیشہ انصاف اور حق پسندی کی لاج رکھی اس لئے ہمیں امید ہے کہ آپ ہمارے ساتھ بھی انصاف کا معاملہ کریں گے، بادشاہ نے کہا، تمہاری غرض کیا ہے؟ اس شخص نے عرض کیا، حضور — یہ تمام حیوانات ہمارے زرخرید غلام ہیں لیکن ان میں سے بعض تو ہم سے بالکل متنفر ہیں اور بعض کا حال یہ ہے کہ وہ بظاہر ہمارے تابع ہیں لیکن درپردہ ہماری حاکمیت کے منکر ہیں، یہ لوگ جب ہمارے سامنے ہوتے ہیں تو بھیگی بلی اور میاں مٹھو کی طرح ہمارے سامنے گردن جھکائے بیٹھے رہتے ہیں اور ہماری ہاں میں ہاں ملاتے ہیں اور جب یہ ہماری مجلس سے اٹھ کر چلے جاتے ہیں تو ہماری غیبتیں کرتے ہیں ہم پر تہمتیں اچھالتے ہیں اور ہمارے خلاف سازشیں بھی کرتے ہیں، ہم نے صاف طور پر یہ محسوس کیا ہے کہ ان میں اکثر احسان فراموش ہیں اور ان کی آنکھ میں سُور کا بال ہے۔

بادشاہ نے پوچھا، اس دعویٰ پر کوئی دلیل بھی ہے، کیونکہ ہماری عدالت میں کوئی دعویٰ بغیر دلیل کے قابل سماعت نہیں ہوتا۔

(باقی آئندہ)